لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنين (القرآن الحکیم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

نمبر ۱۵ | کلکتہ : چہار شنبہ ۷ - ذیقعد ۱۳۳۱ ہجری | جلد ۳

Calcutta Wednesday, October 8, 1913

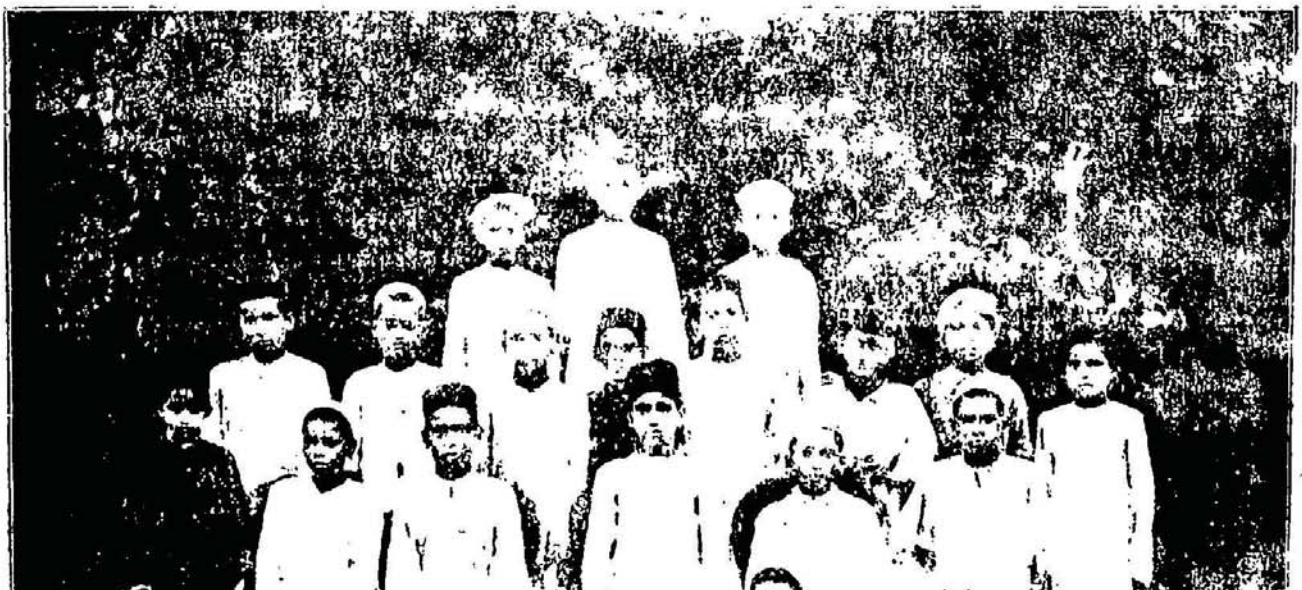

قیمت فی پرچہ — ساڑھی تین آنہ

بالیدی من قبل ھذا ، ولدت نسیا منسیا !

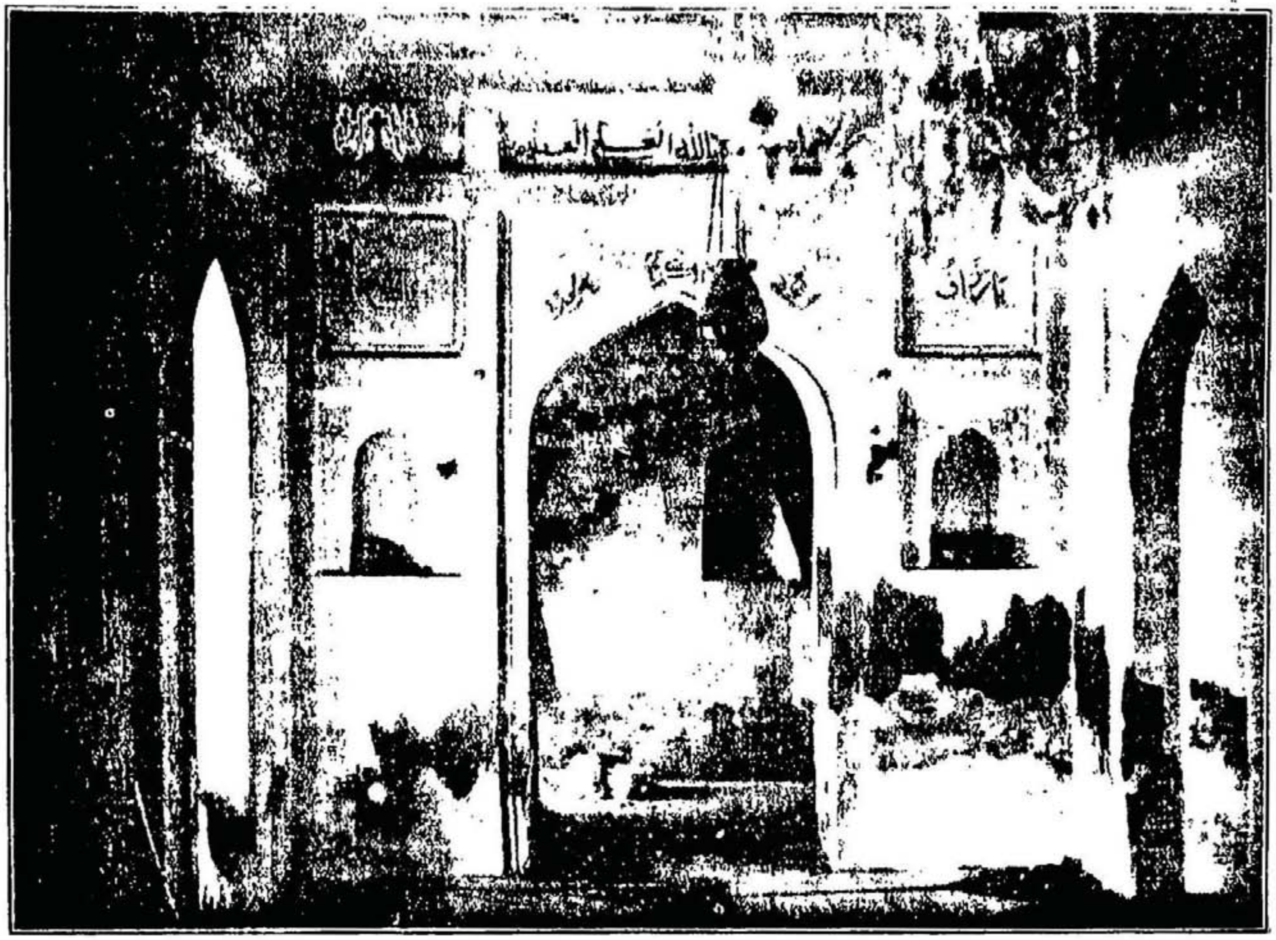

مسجد کانپور کا ایوان عبادت ، حادثۂ خونین ۳ - اگست کے بعد ۔
آپکے سامنے صحن کا محراب ہے - اسکے دہنی جانب خون کے دھبے انکی سیاھی سے پہچانے جاسکتے ھیں ۔

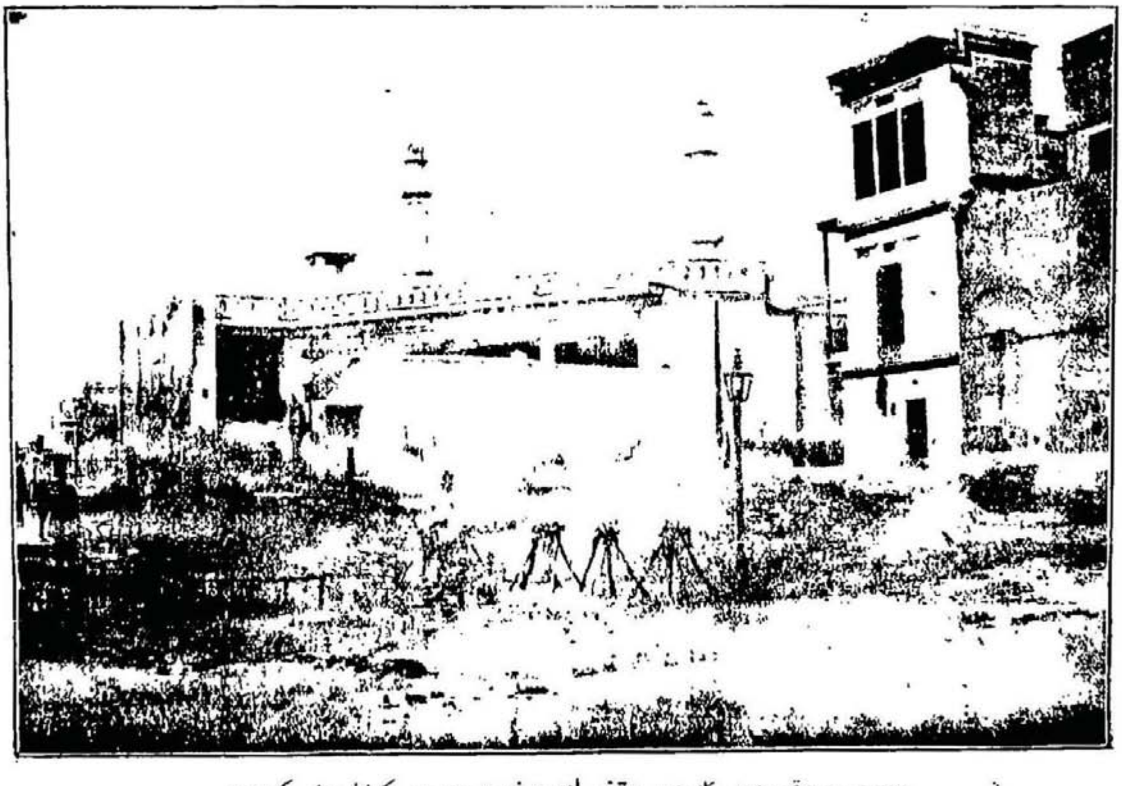

مسجد مقدس کانپور متنازعہ فیہ حصے کے انہدام کے بعد
بائیں جانب آپکے سامنے دیوار گری ہوئی اور صحن کھلا نظر آ رہا ہے ۔

بچپن یہ کہہ رہا ہے کہ "ہم بے قصور ہیں"!

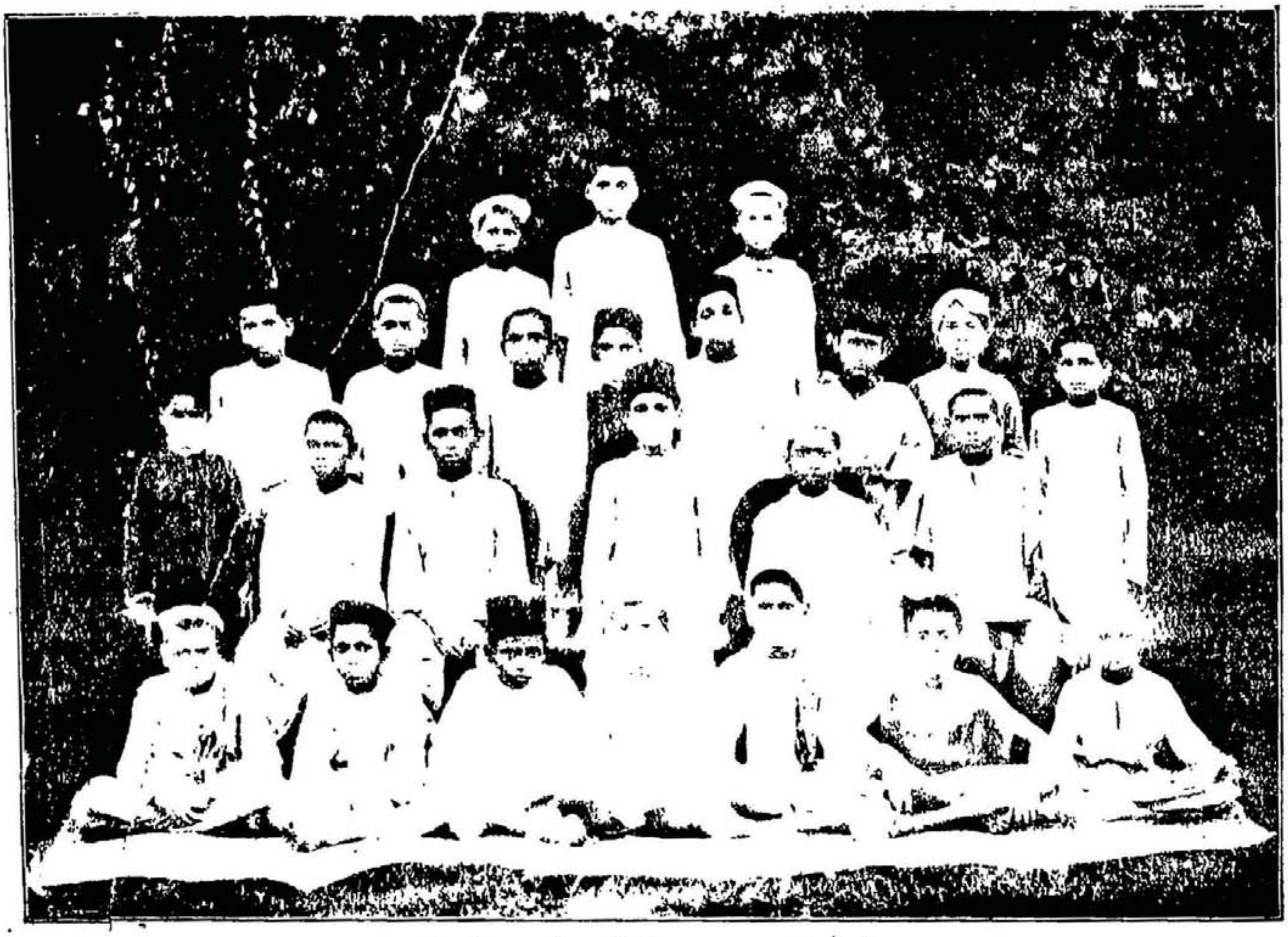

۳۰ اگست کو جو ۴۰ بچے گرفتاری کے بعد رہا کیے گئے -

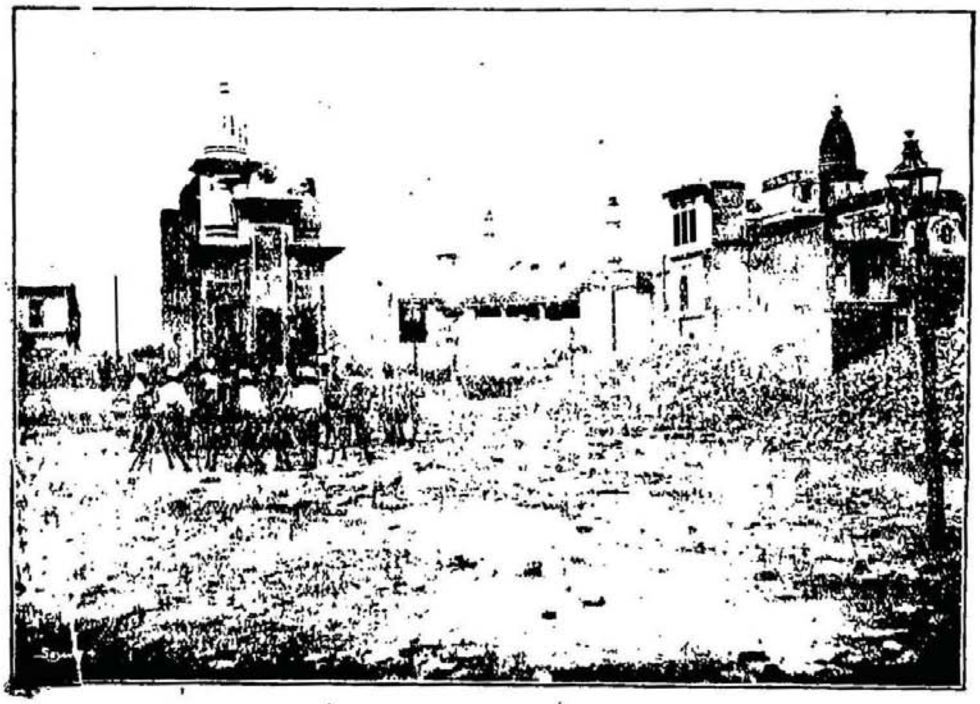

مسجد کانپور اور اے - بی روڈ

اس تصویر میں مسجد اور مندر' دونوں دکھلائے گئے ہیں -

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين
القرآن الحكيم

Al-Hilal,

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad,

7-1, MacLeod street.

CALCUTTA.

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly „ „ 4-12.

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

مقام اشاعت
۷ - ۱ ، مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ۴ روپیہ ۱۲

نمبر ۱۵ — کلکتہ : چہار شنبہ ۷ - ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری — جلد ۳

Calcutta : Wednesday, October 8, 1913.

فہرس

شذرات	۲
افکار و حوادث	۳
رفتار سیاست	۴
مجلس دفاع جرائد و مطابع	
مسلم گزٹ (۲)	۵
مقالۂ افتتاحیہ	
مساجد اسلامیہ (۱)	۷
مقالات	
دعوة و تبلیغ اسلام	۱۱
احرار اسلام	
العربیة فی الاسلام (۶)	۱۳
مراسلات	
تاریخ حسیات اسلامیہ	۱۵
ادبیات	
احرار قوم	۱۷
فہرست زر اعانۂ مجلس دفاع جرائد و مہاجرین عثمانیہ	۱۹
تصاویر	
مرقع حادثۂ فاجعۂ کانپور	(صفحات خاص)

شذرات

همّوا بما لم ینالوا !

کچهه دنوں سے مشہور تها که پوشیده طور پر ایک جلسے کي طیاریاں هو رهي هیں جو دهلي میں منعقد هوگا - اسکے صدر هزهائینس نواب صاحب رامپور هونگے ' اسمیں مسلمانوں کو تعلیم دي جاے گي که بغاوت (جو وہ کر رهے هیں) اچهي بات نہیں گورنمنٹ کے وفادار رهیں تو بہتر ہے -

معتبر اشخاص کي روایت سے معلوم هوا تها اصل مقصد جلسه دو باتیں هیں :

(۱) بعض اسلامي جرائد کي مخالفت -

(۲) مسٹر محمد علي اور سید وزیر حسن صاحب کے سفر کي عدم اهمیت کا اعلان -

خاص رقعے چهاپے گئے تهے - حاذق الملک حکیم اجمل خان ' نواب حاجي محمد اسحاق خان ' انریبل مسٹر شاهد حسین بیرسٹر ایٹ لا ' اسکے خاص ارکان و اساطین انجام بتلاے گئے هیں اور قلب کے اندروني جوش ' اور بیروني القاء ' دونوں اجزاء معرکه سے اس معجون وفاداري کي ترکیب کي اطلاع ملي ہے - و نحن نحکم بالظواهر -

بعض اشخاص کو میں نے جلسے کے حالات کے متعلق تار دیے مگر انهوں نے وقت کے بعد اطلاع دي ۔

بہر حال ۲ اکتوبر کو باره بجے دهلي میں جلسه منعقد هوا - نواب صاحب رامپور اسي وقت آے اور شریک مجلس هوے -

لیکن جلسے سے زیاده جلسے کي روداد پر اسرار ہے -

کلکته میں ۳ - کي صبح کو میں نے (انگلش مین) دیکها تو اسمیں ایک تار جلسے کے متعلق شائع هوا تها ' اور اسکے شاندار

عنوانات کي ترتيب ميں دفتر انگلشمين نے غير معمولي زحمت اٹھائي تهي - بعد يهي تار دگر اخبارات ميں بهي بهيجا گيا اور دراصل يه وه " سرکاري " اطلاع تهي جو جلسے کے طرف سے دي گئي تهي -

ليکن اسکے بعد هي چار بجے (امپائر) نکلا اوسکے نامه نگار نے اپنے مشاهدات کے مطابق جو تار بهيجا تها ' اس ميں شائع هوا تو يه صبح کے تارسے بالکل مختلف تها اور سرے سے جلسے کي تکميل و برهمي هي کے متعلق دونوں ميں اختلاف تها -

اسکے بعد ادارۂ الهلال ميں مخصوص اطلاعات پهنچيں - انريبل سيد رضا علي کا تار شايع هوا - دهلي اور لاهور کے معاصرين کے نامه نگاروں نے حالات شايع کيے - يه سب اس " سرکاري " اطلاع سے بالکل مختلف بل متضاد تهے ' جو ۳ - کي صبح کو اخبارات ميں پهنچي تهي -

جلسے کي کارروائي " سرکاري " اطلاع ميں يه بيان کي گئي هے که بالاتفاق هزهائنس نواب صاحب رامپور صدر منتخب هوے اور انهوں نے ايک تحرير پڑهي - اس تحرير کا خلاصۂ امور يه تها :

(۱) بعض اسلامي اخبارات کو اس طرف متوجه کرنا چاهئے که وه " معتدل اور مائل به صلح لهجه " اختيار کريں -

(۲) حادثۂ کانپور کے متعلق موجوده حالت کا خاتمه کرديا جائے ميں پسماندگان شهدا کيليے لوکل گورنمنٹ سے وظايف مقرر کرادونگا

(۳) اس بارے ميں اگر گورنمنٹ کے ساتهه صلح اميز رويه اختيار کيا جاے تو يقيناً مسلمانوں کي جائز خواهشوں پر حکام پوري توجه کرينگے -

اسکے بعد انريبل مياں محمد شفيع ' انريبل سيد رضا علي ' مسٹر حامد علي خاں ' نواب مزمل الله خان وغيره نے تقريريں کيں ' اور مندرجه ذيل رزوليوشن پاس هوا ;

" يه جلسه صدر کي پيش بها نصيحت کو پسند کرتا اور ان ضروريات کي اهميت کو تسليم کرتا هے اور مناسب سمجهتا هے که هندوستان کے تمام حصوں سے مسلمانوں کے قائم مقاموں کا ايک باضابطه جلسه منعقد کيا جاے جو ان امور کي تکميل کيليے تدابير اختيار کرے "

مزيد براں قرار پايا که هزهائنس نواب صاحب کسي قريبي تاريخ ميں مجوزه جلسے کا انتظام کريں چنانچه انهوں نے سر راجه صاحب محمود آباد کو تار ديا هے که وه اس جلسے کا سکريٹري هونا منظور کريں -

افسوس کے ساتهه کهنا پڑتا هے که روداد صحيح نهيں ' اور جن حضرات نے اسکي تصنيف و تدوين کي زحمت گوارا فرمائي هے ' کاش وه سمجهتے که غلط بياني اور اخفاے حقيقت کي معصيت سے نه تو دنيا ميں کاميابي خريدي جاسکتي هے اور نه اس چادر ميں ناکامي چهپائي جاسکتي هے -

(امپائر) اور اسکے بعد کي متواتر اطلاعات نے اس شان تبرقع و حجاب آرائي کو چند گهنٹوں سے زياده مهلت نه دي ' اور بالاخر تمام واقعات لوگوں کے سامنے آگئے -

سب سے پهلي بات فيصله طلب يه هے که يه جلسه جن اغراض سے کيا گيا تها ' وه عمل ميں لاے جاسکے يا نهيں ؟ اور جلسه تکميل تک پهنچا يا برهم هوگيا ؟

اس روداد کے پڑهنے سے معلوم هوتا هے که جلسه پوري طرح کامياب هوا ' جس اتفاق راے سے صدارت کي کرسي پر نواب صاحب بيٹهے تهے ' بالکل ويسے هي اتفاق راے سے يه رزوليوشن بهي پيش هوا اور پاس هوا ' اور گويا اس رزوليوشن کا پيش کرنا هي جلسه کا مقصود اصلي تها ' جسکے حاصل کرنے ميں کوئي دقت پيش نه آئي

مجوزه رزوليوشن پر تقرير کرنے والوں کي جو فهرست دي گئي هے ' اسميں مسلسل نواب مزمل الله خاں ' مسٹر حامد علي ' اور انريبل سيد رضا علي کے نام دے گئے هيں -

مگر اصل حقيقت اس کے بالکل متضاد هے ' جيسا که اب سب کو معلوم هوگيا هے - يه جلسه اس ليے منعقد نهيں هوا تها که نواب صاحب کے نصائح و وصايا لوگوں کو سنا دئے جاليں اور پهر ايک آئنده جلسے تجويز کرکے جلسه ختم هو جاے ' بلکه اسليے که اسي جلسے کو تمام مسلمانان هند کا قائم مقام جلسه قرار ديکر انکے ليے ايک پراليٹکل نظام عمل تجويز کيا جاے - بعض اخبارات کے خلاف رزوليوشن پاس هوں - مسٹر محمد علي کي اهانت سے اختلاف کيا جاے اور لوگ پکاريں که اب نواب صاحب رامپور کو انگلستان تشريف ليجانا چاهيے -

مگر ان تمام باتوں ميں سے ايک بات بهي نهو سکي - انريبل سيد رضا علي اور ايک خاص جماعت بغير بلاے جلسے ميں پهنچ گئي تهي - انهوں نے نهايت زور سے اس جلسے کي مخالفت کي اور ثابت کيا که محض چند رؤسا کا جلسه تمام قوم کا قائم مقام نهيں هوسکتا - اگر ايک بهتر کسي مقام پر خوش پوشاکوں کي جمع هو جاے تو وه قوم کي نائب نهيں هوسکتي - جلسے کے انعقاد سے پہلے بهي اسلامي اخبارات ميں مخالفت کي صدائيں اٹهه چکي تهيں - نتيجه يه نکلا که مخالفت کا مقابله نهيں کيا جاسکا اور ايک دوسرے جلسے کي تجويز کا اعتراف کيا -

اسلامي اخبارات کي مخالفت ميں کوئي کارروائي نهو سکي - مسٹر محمد علي اور سيد وزير حسن کے متعلق پوري کارروائي ميں ايک لفظ بهي نظر نهيں آتا - نواب صاحب رامپور کي اسلامي امدادت اور سفر انگلستان کو تو گويا ارباب جلسه نے بالکل بهلا هي ديا تها -

ان حالات سے بغير کسي بحث کے ثابت هوتا هے که جو جلسه تجويز کيا گيا تها ' وه منعقد نهوسکا ' اور قبل اسکے که اپنے مقصد اصلي تک پهنچے درهم برهم هو گيا -

اب رهي يه بات که جلسے کي ناکامي کے بعد جو کارروائي کي گئي ' اسکا کيا حال هے ؟ مجوزه جلسے کا خيال کيسا هے ؟ نواب صاحب کے نصائح و وصايا کس عالم ميں نظر آئے هيں ؟ تو ان کي نسبت آئنده لکهيں گے -

البصـــائـــر

افسوس که البصائر شوال سے جاري نهوسکا - نئي مشينيں جو منگوائي گئي تهيں ' انکے ليے مکان زير تعمير تها - اول تو اسميں دير لگي - پهر مشين روم بن گيا تو موٹر وغيره کے لگنے ميں دير هو رهي هے - پوجا کي تعطيل کي وجه سے دفاتر بند هيں - اميد هے که ذيقعده ميں پهلا نمبر ضرور نکل جائيگا -

(منيجر البصائر)

مجلس دفاع مطابع و جرائد هند

INDIAN PRESS ASSOCIATION.

گذشته اشاعت میں میں نے ایک افتتاحیه کے ذریعه اس تجویز کو پیش کیا تھا - اس هفتے نهایت کثرت سے اسکی نسبت مراسلات و مکاتیب ادارۂ الهلال میں پهنچی هیں اور جن میں سے بعض مشاهیر ملک و اکابرین ملت کی هیں - میں الندہ انکا اقتباس شائع کرونگا • کیونکه انسے اندازہ کیا جاسکے کا کہ پریس ایکت کے بیجا تشددات نے ملک میں کس درجه بے چینی اور تشویش پیدا کردی هے اور مطابع و جرائد کے دفاع کا خیال کس قدر بر وقت اور عام خواهش کے مطابق تھا که بمجرد اعلان ' هر طرف سے صدائوں نے اٹھکر اُسکا ساتھه دیا !

(اغاز عمـــل)

میں نے سب سے پہلے یه تجویز انریبل (بابو سرینندر و ناتهه بینرجی) اور (بابو موتی لال گھوش) ایڈیٹر (امرتا بازار پتـــر کا) کے سامنے پیش کی - میں نهایت متشکر و ممنون هوں اِن دونوں بزرگان ملک اور مشهور اعیان مطابع کا ' جنهوں نے هر طرح اعانت و شرکت کا وعدہ فرمایا ' اور با وجود پوجا کی عام تقریب کے اپنا قیمتی وقت دینے کیلیے آمادہ هوگئے -

هم کو ایک ایسی مجلس قائم کرنی هے جو عام اور وسیع هو - جسمیں وہ بد بختانه و نا مبارک تفریق نهو جو هندو مسلمانوں کے سوال کی صورت میں هرجگه پیدا کی جاتی هے - جس میں ملک کے هر حصے سے ارباب مطابع و جرائد شریک هوں اور کوئی حصه ایسا باقی نه رهے جهاں کے پریس کے قائم مقام اسمیں نهوں - پھر اسکا ایک مرکزی مقام هو اور اسکی شاخیں تمام صوبوں میں قائم هو جالیں - وہ بصورت ال انڈیا ایسو سی ایشن کے بھی هو اور بصورت پراونشیل جماعت کے بھی -

اسکے لیے باهمی مشورہ و مبادلۂ آرا کی ضرورت هے اور نهایت وسیع پیمانے پر تعاون و اشتراک عمل کی - پس هم مجوزین نے اپنا فرض یـه سمجها هے که اپنی تجویز کو کاغذ کے صفحوں سے ایک وسیع اجتماع تک پهنچا دیں ' پھر تمام امور کا فیصله وهی اجتماع کرلیگا -

چنانچه اسی غرض سے ۲ - اکتوبر کو دو بجے ایک جلسه انڈین ایسو سی ایشن کے هال میں قرار پایا • اسکا اعلان گو ادارۂ الهلال سے کیا گیا مگر ایڈیٹر الهلال کے علاوہ چار دیگر رفیع ترین اخبارون کے ایڈیٹروں کے بھی اُسکے نیچے دستخط تھے • باتفاق عام (انریبل بابو سرینندر و ناتهه بینرجی) صدر جلسه منتخب هوے اور کافی غور و مباحثه کے بعد طے پایا که پوجا کی بڑی تعطیل کے بعد الندہ نومبر میں ایک عظیم الشان جلسه کلکته میں منعقد کیا جاے اور وہ تمام امور مهمه کے متعلق وسائل و ذرائع عمل اختیار کرے -

اسکے بعد اس جلسے کے اهتمام و انتظام کیلیے حسب ذیل اشخاص کی ایک کمیٹی مقرر کی گئی :

(۱) انریبل بابو سرینندر و ناتهه بینرجی - ایـڈیٹر (بنگالی)
(۲) بابـو کـرشنـــو کمـار متـر ایـڈیٹـر (سنجیـونی)
(۳) بابو موتی لال گھوش ایـڈیٹـر (امرتا بازار پتر کا)
(۴) مولوی مجیب الرحمن صاحب ایـڈیٹر (مسلمان)
(۵) مـولوی محمد اکرم صاحب ایـڈیٹـر (محمدی)
(۶) ایـڈیٹـر (بهارت متر)
(۷) ابو الکلام ... ایـڈیٹـر (الهـــلال)

(تعویـق کار)

بلا استثنا یه سب کی خواهش تھی که جهاں تـک ممکن هو جلد [illegible] چاهیے لیکن ایک بڑی دقت پوجا کی بڑی تعطیل کی وجه سے پیش آگئی هے - جن حضرات نے اس موسم میں کلکته کو دیکھا هے ' اُنکو معلوم هے که یه وقت تمام بنگالیوں کیلیے سال بھر میں ایک خاص وقت تفریح و محافل اور سیر و سیاحت کا هوتا هے - تمام دفاتر سرکاری بند هوجاتے هیں - ریلوے کمپنیاں بھی نصف کرایے کی رعایت کردیتی هیں - اکثر لوگ شهر سے باهر چلے جاتے هیں ' اور جو لوگ رهتے هیں انهیں اپنے مراسم تقریب اور محافل تفریح و نشاط سے مهلت نهیں ملتی -

پس اسلیے تقریباً نا ممکن هے که اس زمانے میں کوی کارروائی یهاں کی جا سکی - پھر یه بھی هے که خط و کتابت اور اعلان و اشاعت کیلیے بھی جلسے سے پہلے کافی وقت ملنا چاهیے - اسلیے نومبر سے پہلے جلسے کا انعقاد یوں بھی موزوں نه تھا -

بهر حال امید هے که یه جلسه اپنے مقصد مهم کیلیے ایک کامیاب آغاز عمل ثابت هوگا اور الله تعالی کا فضل هر حالت میں مطلوب - مندرجۂ صدر کمیٹی کا انتخاب عارضی هے - وہ صرف انعقاد جلسه تک هے - اسکے بعد مجوزہ کانفرنس کا اجلاس تمام امور مهمه کا فیصله خود کرلیے گا -

(ایسـوسی ایشـن کی ضرورت)

آج ملـک کا یه حال هے که اگر اُسے ایک جسم فرض کیجیے تو اس جسم کا کوی حصه زخم سے خالی نهیں - یکسر زخموں کا ایک پیکر خوں چکاں هے ' جسمیں سر سے لیکر پانوں تـک ٹیس اور تپـک کے سوا کچھه نهیں هے !

درد هے جاں کی عوض هر رگ و پے میں ساری
چارہ گـر هم نهیں هونے کے جو درمـاں هوگا !

قومی و ملـکی زندگی کی کوئی شاخ ایسی نهیں جو تمام تر محتاج عمل ' و فغاں سنج اعانت نهو - علی الخصوص مسلمانوں کیلیے تو یه ایک اشد شدید دور مصائب و ابتلا هے - انکی همت و عزم اور استقلال و غیرت کیلیے اس سے بڑھکر آزمایش کا موقعه کبھی نهیں آیا - جو مرثیه خوان ملت همیشه " آخری وقت " کهکر غافلوں کو ڈرایا کرتے تھے ' غالباً انکا مقصود یهی وقت تھا - وہ هندوستان سے باهر دیکھتے هیں تو اسلامی ممالـک کا هر گوشه ماتم کدہ نظر آتا هے اور حیران رهجاتے هیں که کس کس فریاد پر کان دھریں ' اور کس کس کی مصیبت پر آنسو بهائیں ؟ خود هندوستان کے اندر دیکھیے تو قدم قدم پر ضرورتیں متقاضی ' مصائب فریادی ' شدائد فغاں سنج ' اور عزائم کیلیے آزمایش در پیش - اپنی تعلیم سے ابھی وہ فارغ نهیں هوے ' کوئی با قاعدہ سیاسی تحریک کو دِ شروع هی نهیں هوی ' مسلم یونیورسٹی کی طرف سے دل ٹوٹ چکے هیں ' ندوہ کا خاتمه سامنے هے - باهر کے چندوں کی فهرستیں اب تـک کھلی هوی هیں - لاکھوں مهاجرین کی خانماں بربادی کے مناظر سامنے هیں اور دار الخلافۃ اسلامی پر ابتـک امن و صلح کا دور شروع نهیں هوا -

ان سب پر مستزاد حادثۂ فاجعۂ کانپور ' جسکے زخم نے تمام پچھلے زخموں کی ٹیس بھلا دی - ابتک اسکی مسجد مقدس کے محراب و منبر اپنی حالت زار پر مرثیه خوان هیں ' اور زندان مصائب کے اندر ایک سو چھه فرزندان اسلام هیں ' جنکے هاتھوں میں اس جرم پر هتکڑیاں پهنا دی گئی هیں که انهوں نے تعمیر مسجد مقدس الهی کیلیے ۳ - اگست کو اینٹیں چنی تھیں !

خدا گواہ که گر جرم ما همیں عشق ست
گنـاہ گبر و مسلمـان بجرم ما بخشند !

هماری مصیبتوں کی یه ایک فهرست خونیں هے جو نظروں کے سامنے هے ' اور آلام و غموم کا ایک حصار تاب گسل هے جس نے چاروں

طرف سے گھیر لیا ہے - پھر کس کس زخم پر پٹی باندھیں ' اور کس کس مرض کیلیے نسخۂ شفا لکھوائیں ؟

تن همه داغدار شد پنبه کجا کجا نهي ؟

تاهم اگر غور کیجیے تو اِن تمام زخموں کے لیے کوئي ایک مرهم هوسکتا ہے تو وہ یهي انجمن "دفاع مطابع و جراید هند" کي تاسیس ہے - مسلمانوں میں جو نئي زندگي اور بیداري گذشته تین سال کے اندر پیدا هوگئي ہے اور پھر توفیق الهي نے تنبه و اعتبار کے مسلسل و پیهم اسباب فراهم کرکے اسکو اس درجه تک پهنچا دیا ہے که کسي کے وهم و گمان میں بھي نه تھا ' وهي صرف ایک رشتۂ آخري ہے جو اِن تمام مایوسیوں میں امید کا چراغ روشن کرتي اور یقین دلاتي ہے که یه سفر بغیر کسي منزل مقصود تک پهنچاے نهیں رهیگا ' اور هجوم آلام و مصائب کے اس شب تاریک ' بیم موج اور گرداب حائل میں کبھي نه کبھي ساحل مراد نظر هي آجایگا : وما ذلک علي الله بعزیز !

لیکن یه آثار حیات ' یه علائم تیقظ و بیداری ' یه حرکت و جستجوے مقصود ' یه جد و جهاد حق و صداقت ' اسي وقت تک ہے ' جب تک که افکار و آرا کو فرصت نشر و اعلان ' اور مطبوعات و جرائد کو حریت اشاعات و اظهارات حاصل ہے - جب تک سوتوں کو جگایا ' اور بے خبروں کو هشیار کیا جا سکتا ہے ' جس وقت تک صدائیں کھل کر بلند هو سکتیں ' اور قلم بغیر کسي مراقبۂ مستبدہ حق و صداقت کا ساتھ دیسکتا ہے -

لیکن اگر پریس کي آزادي کا خاتمه هوگیا جیسا که هو رها ہے ' تو پھر نه تو اصلاح و طلب حقوق کو قیام ہے ' نه اظهار صداقت اور دعوت حق و حریت کي راه باز - نه مصائب اسلامي پر رنج و غم کے آنسو به سکتے هیں اور نه فرزندان اسلام کي خانماں بربادیوں پر دلوں کو آہ و فغاں کي اجازت ہے - ملک کي تمام مصیبتیں لا علاج اور ملکي فلاح و ترقي کیلیے حصول امن و آزادي خواب و خیال - آج اسلام کے ماتم کدوں میں سب سے زیادہ ماتم و فغاں سنجي مسجد کانپور اور اسکے شهداء مقدسین و معترمین کي قربانیوں پر ہے ' لیکن اگر پریس کے حقوق کا قانوني دفاع نه کیا گیا تو پھر کون مساجد کي فریادوں کي ترجماني کریگا ؟ کون قهر و جبر کي دست درازیوں پر شکوہ سنج فریادي هوگا ؟ اور کیونکر ملک و قوم کو اپنے آلام و مصائب کے اظهار کا موقع ملے گا ؟ -

پس في الحقیقت مطبوعات و جرائد کے حقوق کا حفظ و دفاع اولین فرض ملک و ملت ہے اور اسکي اپیل سب سے زیاده هماری قوتوں کے اتفاق کي مستحق اور صرف وقت و مال کي احق ہے - هندوستاني پریس کا نظم واستحکام اور اتحاد و تعاون بھي اسي کے ذریعه هو سکتا ہے - یه کیسے افسوس کي بات ہے که جس ملک میں حیوانات تک کے حقوق کي محافظت کیلیے انجمنیں قائم هوں ' وهاں مطابع و جرائد کي حفاظت کیلیے چند نفوس و افراد کي ایک جمعیة بھي نهو ؟

الهلال اگر اپني ضمانت کا بار قوم کے سر ڈالتا ' تو احباب و معاونین کے لطف و کرم سے مطلوبه رقم هي نهیں بلکه اس سے چهار چند رقم چند دنوں کے اندر جمع هو جاسکتي تھي ' مگر اس نے ایسا نهیں کیا - ابتدا سے اسکا اصول کار یه رها ہے که اپني سالانه قیمت کے سوا (که وہ بھي بلحاظ اسکے مصارف کے نصف قیمت سے زیاده نهیں) اور کسي شے کا وہ قوم سے طالب نهیں هوا -

لیکن اب که یه تمام سرمایه ایک اهم ترین ملکي غرض کیلیے وقف کردیا گیا ہے ' وہ کچھه حرج نهیں دیکھتا که صداے اعانت بلند کرسے - الله کے فضل سے امید ہے که انعقاد جلسۂ مجوزہ سے بهت پہلے وہ ضمانت الهلال کے نام سے ایک گرانقدر رقم مهیا کرسکے گا - فا السعي مني والا تمام من الله تعالى -

افکار و حوادث

هموا بما لم ینالوا

(۹ : ۷۵)

همیں دو هفتے پیشتر سے بعض امور کي اطلاع تھي ' اور متعدد موثق ذرائع سے شملۂ و رامپور سے انکي نسبت مفصل تحریریں دفتر میں پهنچ چکي تھیں - مگر هم همیشه واقعات کے ظهور کا انتظار کرتے هیں اور ارادوں اور نیتوں کے معاملات کو عفو و درگذر کا مستحق سمجھتے هیں -

مومن کو چاهیے که اپنے اندر اخلاق الهي پیدا کرے : " تخلقوا با خلاق الله ! " -

الله کے اخلاق کا یه حال ہے که اس نے همارے ارادوں اور نیتوں کي لغزشوں کو معاف کر دیا ہے ' اور جزا و سزا کا احتساب صرف اعمال جوارح و جسم پر مرتب هوتا ہے -

سورۂ بقر میں یه آیت جب نازل هوئي :

وان تبدوا ما في انفسکم او تخفوه یحاسبکم به الله (۲ : ۲۸۴)	تمهارے دلوں کے اندر جو جو باتیں هیں خواه تم انکو ظاهر کرو یا چھپاؤ ' لیکن الله کے علم سے تو مخفي نهیں ' وہ ان سب کا تم سے حساب لیگا -

تو صحابۂ کرام بهت غمگین هوے که خطرات قلب اور حدیث نفس کا احتساب مشکل ہے - نهیں معلوم کس وقت کیسا خیال گذرے اور قیامت کے دن اسکا جواب دینا پڑے ؟ اسپر اسي رکوع کي یه مشهور آیۂ کریمه نازل هوئي :

لا یکلف الله نفسا الا وسعها - (۲ : ۲۸۶)	الله تعالی کسي انسان پر تکلیف شرعي قائم نهیں کرتا مگر وهاں تک که اس کے بس اور قدرت میں ہے -

اعمال کي طرح خیالات کي نیکي بغیر توفیق الهي کے ممکن نهیں اور اسمیں انسان مجبور ہے -

البته منافقین اس سے مستثنی هیں که انکا کفر انکے دل هي میں هوتا ہے ' گو ظاهر میں ایمان کے مدعي هوتے هیں -

. . . . . .

پس هم بھي همیشه اعمال و واقعات پر نظر رکھنا چاهتے هیں اور اس وقت تک کچھه پروا نهیں کرتے ' جب تک که ارادے عملي ظهور تک نهیں پهنچ لیتے -

اگر ایسا نهو تو پھر نقد و اختبار کا پیمانه نهایت تنگ هوجاے - هم کو تو ایسے لوگوں کي خبر ہے جو شب کو بستروں پر لیٹتے هیں تو اُن ارادوں اور خیالوں میں هوتے هیں ' جن میں سے اگر ایک ارادے کو بھي تکمیل و ظهور کي خدا مهلت دیدے ' تو تمام مسلمانوں کے گھر شیطانوں کي بستیاں بن جائیں اور ایک مسلم بھي دنیا میں نه ملے جو کفر کي لعنت سے آزاد هو -

لیکن یه الله کا لطف و فضل ہے که وہ ان منافقین و دجالین اور مفسدین خاسرین کے ارادوں کو همیشه ناکام رکھتا ہے اور انهیں کبھي مهلت نهیں ملتي که اپني نیات فاسده و اقدامات مفسده کو عمل و ظهور تک پهنچا سکیں !

ولولا فضل الله علیک و رحمة لهمت طائفة منهم ان یضلوک '	" اور اگر الله تعالی کا فضل اور اسکي رحمت تمهارے شامل حال نه هوتي تو ان لوگوں میں ایک گروه تو تم کو

مسلم گزت لکھنؤ

(۲)

اس واقعه کے دو پہلو تھے :

(۱) گورنمنت کے ایک حاکم نے مالک مسلم گزٹ کو اسکے لیے مجبور کیا یا نہیں که وہ ایڈیٹر کو علحدہ کردے ؟

(۲) مالک مسلم گزٹ کا مولوی صاحب سے رویه اور ادعاء حریت و حق پرستی کا حشر -

سب سے پہلے امر اول کی نسبت غور کیجیے - پھر سمجھه میں نہیں آتا که آنریبل مسٹر برن کو کیونکر سمجھایا جاے که لفظ " جواب " کا جو مطلب انہوں نے اپنے ان عجیب و غریب جوابات سے ظاهر کیا هے ' وہ اس مطلب سے بالکل مختلف هے جو هر زبان کی لغت میں مسطور هے ' اور هر زبان کا بولنے والا یقین کرتا هے - سوال کا منشا یه تھا که مجسٹریت نے مالک مسلم گزٹ پر ایڈیٹر کی علحدگی کیلیے زور ڈالا یا نہیں ' اور ڈالا تو کس قانون کی بنا پر ؟

اسکا جواب صرف یہی هوسکتا تھا که یا تو وہ واقعه سے انکار کریں یا اسکی وجه بتلائیں ' مگر وہ کہتے هیں که " سوال میں پورے واقعات نہیں بیان کیے گئے " پھر بتلاتے هیں که وہ " پورے واقعات " یه هیں که مالک مسلم گزٹ کی ایک تحریر کا ترجمه موجود هے - لیکن اس تحریر کا وجود خود اس امر کی علانیه شہادت دیتا هے که مالک مسلم گزٹ اور مسٹر فورڈ میں ایڈیٹر کی علحدگی کا تذکرہ آیا هے اور وہ کوئی تحریر اس سے لکھوا کر اپنے قبضه میں لے رهے هیں - یه اس بات کے ثبوت کیلیے کافی هے که مسٹر فورڈ نے مالک مسلم گزٹ پر زور ڈالا ' کیونکه اگر ایسا نه هوتا تو یه تحریر وجود هی میں کیونکر آتی ' اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی میز سے صعود کرکے کونسل هال کی میز تک کیونکر مرتفع هوتی ؟

اسکے علاوہ خود اس تحریر هی میں یه جمله بصراحت موجود هے که " آپکی تجویز کے مطابق " میں ایڈیٹر کو علحدہ کیے دیتا هوں - پھر اسکے بعد اس امر کے ثبوت کیلیے اور کیا باقی رهجاتا هے که مسٹر فورڈ نے مالک مسلم گزٹ پر اس بارے میں زور ڈالا تھا ؟

البته بعض الفاظ هیں جنکے معانی همیشه ایسے موقعوں پر ایک خاص اصطلاح کے ماتحت آجاتے هیں - اگر کوئی حاکم کسی بارے میں نہایت هی سخت زور ڈالے اور اپنے اقتدار سے کام لے ' تو اسکا نام یہاں کی اصطلاح میں " راے " اور " خواهش " سے زیادہ نہوگا - کوئی حاکم اپنے حاکمانه اقتدار سے کام لیکر کیسی هی سخت مداخلت کرے ' لیکن مداخلت کا نام همیشه یہاں " مشورہ دینے " کے هیں -

پھر سوال یه هے که اس تحریر کے پیش کرنے کے بعد وہ کون سا جواب تھا جو آنریبل سید رضا علی کو ملگیا ؟ اسکے بعد بھی تو یه سوال بدستور باقی هے که ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے کس قانون کی بنا پر ایسا کیا ؟

اس تحریر نے بالکل پردہ اٹھا دیا - لطف یه هے که خود انہوں نے هی پردہ اٹھایا جنسے امید بالکل برعکس تھی - واقعه یه معلوم هوتا هے که جس ملاقات میں مالک مسلم گزٹ سے علحدگی کیلیے کہا گیا هے اور جس کی صحیح و اصح خبر مجھے ملی تھی ' اسی ملاقات میں یه تحریر بھی لکھوائی گئی ' تا که نادان و کمزور مالک مسلم گزٹ اچھی طرح پھنس جاے -

هر حاکم کو جسے قانون نے عدالتی اختیار دیے هوں ' پورا حق حاصل هے که جس اشی پر چاهے ' مقدمه قائم کرے ' اور پھر جوڈیشل اور ایگزیکٹیو اختیارات کی یک جائی کی وجه سے جس طرح چاهے اسکا فیصله بھی کردے - لیکن یه اختیار تو اب تک قانون کی مجلدات میں درج نہیں کیا گیا هے که وہ کسی شخص کو بلا کر غیر با قاعدہ اور غیر قانونی طور پر دھمکاے اور اُس سے وہ کرانا چاهے جو قانون وقت بھی نہیں کرسکتا ؟

ایڈیٹر کو بھی بعض حالتوں میں مثل پرنٹر و پبلیشر کے سزا دی جا سکتی هے ' لیکن مجبور کرکے دفتر سے نکالا نہیں جاسکتا - اسکی مثال بد بختی سے مسلم گزٹ هی نے قائم کی -

معاملے کا دوسرا پہلو مالک مسلم گزٹ کے متعلق هے ' اور افسوس هے که انکے ساتھه همدردی کرنے کا پبلک کو کسی طرح مشورہ نہیں دیا جاسکتا - وہ ایک طرف حریت و صداقت اور جان نثاری و فدویت کے اظہارات سے لوگوں کو طرح طرح کی توقعات میں مبتلا کرنا چاهتے تھے ' دوسری طرف اس تحریر میں نہایت ذلت اور عاجزی کے ساتھه اپنے قصوروں کیلیے هاتھه جوڑ رهے هیں ' اپنے تئیں ایڈیٹر کے آگے عاجز بتلاتے هیں ' اور لکھتے هیں که میں تعمیل حکم اور معذرت خواهی کیلیے طیار هوں !

کچھه مضائقه نه تھا اگر انکا اصلی خیال یہی هوتا - کوئی حرج نه تھا اگر وہ آزادانه نکته چینی کے مخالف هوتے - اعتدال اور احتیاط کا ملحوظ رکھنا کوئی قابل اعتراض و تذلیل بات نہیں هے - لیکن ایسی حالت میں ضرور تھا که وہ اپنے تئیں حکام کے اثر سے آزاد رکھتے اور اپنے طور پر جو چاهتے کرتے - انکو فوراً هر ایسی خواهش کے جواب میں صاف صاف کہدینا تھا ' که اگر آپ مقدمه قائم کرنا چاهتے هیں تو شوق سے کیجیے - جب اس کام کو اختیار کیا هے تو کب تک عدالت کے نام سے کانپتے رهیں گے ؟ لیکن آپکو اسکا کیا حق هے که مجھسے تحریر لکھوائیں ' میرے انتظامی امور میں دخل دیں ' اور کسی شخص کو مجبور کریں که وہ لکھنو چھوڑ کر چلا جاے ؟

مسلم گزٹ غالباً آجکل میں بالکل بند هوجائیگا مگر ان حالات کے بعد اسکا بند هو جانا هی بہتر هے - قوم کی آزادی و حق پرستی کی تحریک میں اگر جان هے تو اسے اسطرح کے سینکڑوں اخباروں کے بند هونے کی ذرہ برابر پروا نہیں - یه واقعات سوا اسکے که استبداد کی یادگاروں میں تعداد کا اضافه کرتے رهیں ' اور کوئی اثر نہیں ڈال سکتے -

یہاں تک لکھه چکا تھا که معلوم هوا ' مسلم گزٹ بند هوگیا هے اور ایک ماتمی اور الوداعی تحریر شائع کی گئی هے جس میں لکھا هے که هم مجبور هیں - هم نے جو کچھه اپنی اُس تحریر میں لکھا تھا جو کونسل کے جواب میں دکھلائی گئی ' اور پھر جو کچھه اخبار میں لکھا ' اسمیں کوئی تناقض نہیں - حکام کا دباؤ اظہار حق سے باز رکھتا هے اور خوشامد هم سے بن نہیں آتی وغیرہ وغیرہ - پس اسکے سوا چارہ نہیں که اخبار بند کردیں - انا لله و انا الیه راجعون -

مسلم گزٹ اگر بند کردیا گیا تو بہت سے اخبار نکلتے هیں اور بند هوتے هیں ' اور هر زندگی کیلیے موت کسی نه کسی وقت آتی هی هے - مگر افسوس یه هے که مسلم گزٹ تو بند هوگیا لیکن اپنی جگه اپنی ایک ایسی مہلک نظیر چھوڑ گیا جس کے نقصان کا کوئی اندازہ نہیں کیا جاسکتا -

بہتر تھا که مسلم گزٹ نه نکلتا ' کیونکه اسکی اشاعت سے جس قدر فائدہ هوا تھا ' اس سے زیادہ اسکے مرض الموت سے نقصان پہنچا '

اگرچہ موت سے نہیں، کیونکہ اس متعدی و مسموم مرض کے بعد اسکا مرجانا ہی بہتر تھا -

مالک مسلم گزٹ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مسلم گزٹ کی موت کی پوری ذمہ داری خود انہیں پر ہے - حکام کا جبر و تشدد کہاں نہیں ہے اور کیوں نہ ہو؟ کیا انہوں نے مسلم گزٹ کو اس امید پر نکالا تھا کہ حکام اسکو اپنے بچوں کی طرح اپنی گودیوں میں کھلائیں گے؟ کیا انکو یہ امید تھی کہ ہمیشہ حکام کی طرف سے انکی راہ میں سہولتیں بہم پہنچائی جائیں گی؟ کیا وہ اس وہم و خبط میں تھے کہ مسلم گزٹ کیلیے ڈپٹی کمشنر صاحب لکھنو انریری منیجر کی خدمت انجام دینگے؟ یہ تو اول روز سے کھلی ہوئی بات تھی کہ مسلم گزٹ جس روش پر چلنا چاہتا ہے وہ حکام کو پسند نہیں، ہر آن و ہر لمحہ اسکے تمام ارکان کو سخت سے سخت آزمایشوں کیلیے مستعد رہنا تھا اور ہر وقت ان باتوں کی بلکہ ان سے بھی بڑھکر شدائد کی توقع رکھنی تھی، جو کہ پیش آئیں - پھر اگر ان دقتوں اور مشکلوں کے مقابلے کی طاقت نہ تھی تو کس نے منت کی تھی کہ ازادی کا دعوا کیجیے اور مسلم گزٹ نکالیے؟

سمندر طغیانی پر ہے - موجیں پہاڑ کی چوٹیوں تک اچھل رہی ہیں - آسمان پر سے ایک دوسرا سمندر ہے جو بہہ رہا ہے - پھر اگر کشتی چلانے والے ہونگے تو اسی حالت میں چلاکر کنارے تک پہنچا دینگے - انکے لیے ایک پرسکون و پر امن سمندر نیا نہیں پیدا کیا جائیگا -

اصل یہ ہے کہ مسلم گزٹ کے نکلنے اور پھر اس میدان میں آنے کی بھی ایک تاریخ ہے اور لوگوں کو معلوم نہیں - یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ مسلم گزٹ نکلا اور اس سے قدرت نے وہ کام لیا جس کا کسی کو سان و گمان بھی نہ تھا - ضرورت ہے کہ اب اسکو لکھا جاے اور بوقت فرصت لکھونگا -

سب سے زیادہ افسوس اس پر ہے کہ بغیر کسی علانیہ کارروائی اور باقاعدہ قانونی حملے کے، پریس کے حریف ایک وسیع الاشاعۃ اخبار کو بند کرادینے میں کامیاب ہوگئے، اور اس طرح بد ترین مثال جو قائم ہوسکتی تھی، ہوگئی -

اگر میر جان صاحب سے کہا گیا تھا کہ ہم مقدمہ چلائیں گے تو کونسی قیامت آگئی تھی؟ اسمیں عاجزی کرنے اور گڑگڑانے کی کونسی بات تھی؟ صاف کہدیتے کہ مقدمہ قائم کیجیے اور قانون کے مطابق کارروائی کیجیے - پھر یا تو با قاعدہ کارروائی ہوتی اور وہ ہر حال میں موجودہ حالت سے ہزار درجہ بہتر تھی، اور یا پھر سر دست ملتوی رکھی جاتی اور بحالت موجودہ یہی اغلب بھی تھا جیسا کہ خود میر صاحب کو معلوم ہے -

لیکن وہ دھمکی سے ڈر گئے اور بغیر کسی زحمت و مشقت کے وہ سب کچھ کردیا، جس کا کرنا پریس کے حریفوں کے لیے آسان نہ تھا -

اخبار بند کرنے کی بڑی وجہ یہ بتلائی گئی ہے کہ اگر اخبار جاری رکھا جاے تو حکام کی سختی سے اب اسمیں اصلی روح حریت باقی نہیں رہیگی - اور ایسی حالت میں بہتر ہے کہ بند ہی کردیا جاے -

اسمیں کچھ شبہ نہیں کہ اگر ایک شخص اپنے ضمیر و ایمان کے ساتھ کام کرنے کا موقعہ نہیں پاتا تو اسکے لیے یہی بہتر ہے کہ کام ترک کردے - اپنے تئیں استبداد حکام سے محصور پاکر اگر میر صاحب نے مسلم گزٹ کو بند کردیا تو یہ بہت اچھا کیا - لیکن افسوس ہے کہ اگر یہی کارروائی چند ہفتے پیشتر کی جاتی تو یہ تمام واقعات پیش ہی کیوں آتے، جنکی بدولت ایک بد ترین مثال حکام کے سامنے آگئی ہے؟

جب میر صاحب کو بلا کر مجبور کیا گیا تھا کہ وہ معافی مانگیں اور ایڈیٹر کو علحدہ کردیں ورنہ انپر مقدمہ چلایا جایگا، تو فی الحقیقت اس "جنازہ" کے اٹھانے کا اصلی وقت وہی تھا، نہ کہ اسکے بعد -

انکو سونچنا چاہیے تھا کہ میری حالت اس طرح کی زندگی کیلیے موزوں نہیں ہے جو اخباروں کیلیے مقدمات و عتاب حکام، و فشار عدالت میں صرف ہو - پس معافی نامہ لکھنے، ایڈیٹر کو فوراً علحدہ کرنے، حکام کی غیر با قاعدہ و قانون مداخلت کی ایک مثال قائم کرنے کی جگہ، بہتر ہے کہ مسلم گزٹ ہی بند کردیا جاے -

اگر وہ ایسا کرتے تو ضرور ہم سب کی ہمدردی کے مستحق ہوتے - بعض لوگ کہتے کہ ڈر گئے اور پرچہ بند کردیا، مگر صاحبان عقل سمجھاتے کہ بحالت موجودہ نکلنے سے اسکا نہ نکلنا ہی بہتر تھا اور کیا ضرور ہے کہ ہر شخص اپنے تئیں مخمصوں میں گرفتار کراے؟

اصل یہ ہے کہ وہ گھبرا گئے - اب اسکے سوا چارہ نہیں کہ ہم سب انہیں معاف کردیں - لیکن افسوس کہ انکی قائم کردہ مثال کے نتائج کبھی قوم کو معاف نہ کرینگے!

اعلانات

انجمن ہدایت الاسلام دہلی کا چوتھا سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۱ ہجری مطابق ۱۱ - ۱۲ - ۱۳ اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ ع یوم شنبہ - یکشنبہ - دوشنبہ بمقام دہلی باڑہ ہندو راؤ منعقد ہوگا - معزز علماء کرام اور واعظین دور دور سے مدعو کیے گئے ہیں -
(ازجانب):

ابو محمد عبدالحق حقانی سرپرست - حاجی محمد اسحق سوداگر ناظم و حاجی عبدالصمد نائب ناظم - پیرزادہ محمد حسین جج پنشنر نائب سرپرست - محمد حسن خان عرف نواب خضر پنشنر تحصیلدار نائب ناظم - نظام الدین احمد سفیر و مہتمم انجمن -

(جہنم سے تیسرا خط) اس سلسلے کے متعلق الہلال میں ریویو کیا جا چکا ہے - اب اسکا تیسرا ٹکرہ بھی شائع ہوگیا ہے - مولوی شرف الدین احمد صاحب ریاست رامپور کے پتے سے ملسکتا ہے -

آریہ سماج کے بانی مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی کی یادگار میں حسب معمول اخبار پرکاش لاہور کا رشی نمبر دیوالی کے موقعہ پر ۲۴ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۳ ع کو بڑی آب و تاب سے شائع ہوگا - جس میں بلا لحاظ مذہب و ملت ہندوستان کے برگزیدہ اصحاب اور مشہور و معروف اہل قلم کے زبردست مضامین (نظم و نثر) رشی جیون اور آن کے کام کے متعلق درج ہونگے - پرچہ کو ہر پہلو سے مفید اور دلچسپ بنانے کی غرض سے اس سال پانچ انعام مشتہر کیے گئے ہیں - پندرہ روپیہ اس شخص کو دیا جاویگا - جو رشی دیا نند کے متعلق صحیح و اقفیت بہم پہنچائیگا - پندرہ اور دس روپیہ کے دو انعام دو عمدہ نظموں کے لیے دیے جائیں گے - چوتھا انعام پندرہ روپیہ کا اس شخص کی نذر ہوگا - جو رشی جیون کے متعلق نہایت اعلی ڈراما یا کہانی لکھکر بھیجیگا - پانچواں انعام پندرہ روپیہ کا نقد یا تمغہ کی صورت میں اس شخص کو دیا جائیگا - جو رشی نمبر کے ایک ہفتہ بعد تک سب سے زیادہ پرکاش کے خریدار بنائیگا - (خریداروں کی تعداد بیس سے کم نہیں ہونی چاہیے)
قیمت ڈیڑھ آنہ (۱٫) ہوگی - فی سینکڑہ ۶ روپیہ ۸ آنہ

آپ کا داس

کرشن بی - اے - ایڈیٹر پرکاش - لاہور

الہلال

۷ ذیقعدہ ۱۳۳۱ ہجری

مساجد اسلامیہ اور خطبات سیاسیہ

اسلام میں مساجد کی حیثیت دینی

انجمن اسلامیہ لاہور کا رزولیوشن

(۱)

اجعلتم سقایۃ الحاج و عمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ و الیوم الاخر و جاھد فی سبیل اللہ ؟ لا یستون عند اللہ - و اللہ لا یھدی القوم الظالمین - (۹ : ۱۹)

کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد کے آباد رکھنے کے کام کو اُس شخص کے کاموں جیسا سمجھہ لیا ہے ' جو اللہ اور روز اخرۃ پر سچا ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے ؟ اللہ کے نزدیک تو یہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے - اور پھر وہ ظلم کرنے والوں کو کبھی راہ راست نہیں دکھلاتا -

(و اغلظ علیہم !)

مجھکو تمام دنیا کی طرح معلوم ہے کہ صبر و تحمل اور ضبط و حزم بہرحال غیظ و غضب اور عجلت و بے صبری سے بہتر ہے ' میں جانتا ہوں کہ تسامح و روا داری اور نرمی و لینۃ کی انسانی قلوب پرحکومت ہے ' اور سختی و خشونت انسان کے ملکوتی فضائل کی فہرست میں داخل نہیں - میں نے قران کریم میں پڑھا ہے کہ جب ایک داعی حریت اور مجاھد فی سبیل الحق کو خدا نے مصر کے شخصی فرماں روا کے پاس بھیجا تھا تو کہا تھا کہ " و قولا لہ قولا لینہ " - میں دنیا کے اُس سب سے بڑے شخص کی نسبت بھی سن چکا ہوں جسکو کہاگیا تھا کہ " فبما رحمۃ من اللہ لنت لہم ' و لوکنت فظاً غلیظ القلب ' لانفضوا من حولک (۱)

اور پھر الحمد للہ کہ اپنے رب کریم کی بخشش سے صبر کی طاقت اور تحمل کی عادت بھی رکھتا ہوں -

تاہم بعض موقعے ایسے ہیں ' جہاں پہنچ کر میری طاقت صبر جواب دیدیتی ہے - سررشتۂ تحمل بے اختیار ہاتھہ سے چھوٹ جاتا ہے - میں اللہ کی رحمت و عفو کو بھول جاتا ہوں - از فرق تا بقدم اسکے قہر و غضب اور غیظ و جلال کی چادر اوڑھ لیتا ہوں -

(۱) الحضرۃ کو مخاطب کرکے اللہ نے فرمایا کہ یہ اللہ کا بڑا فضل ہے کہ اس نے آپکو دشمنوں کے ساتھہ نرم دل بنایا ' ورنہ اگر آپ سخت دل اور غصہ ور ہوتے تو کبھی لوگوں کو آپکی طرف کشش نہ ہوتی اور ساتھہ چھوڑ کر الگ ہو جاتے -

پھر میری قدرت سے باہر ہوتا ہے کہ اپنے غصہ کو ضبط کروں - میری زبان میرے قابو میں نہیں رہتی - وہ اسکو دیکھتی ہے جو کہ رحمن و رحیم ہے لیکن قہار و جبار بھی ہے !

میری پہلی حالت اگر " قولا لہ قولا لینہ " (اے موسی و ہارون ! فرعون کے ساتھہ نرمی سے گفتگو کرنا) کے تابع تھی ' تو یہ دوسری حالت " و اغلظ علیہم " (اے پیغمبر ! دشمنان حق کے ساتھہ راہ حق میں نہایت سختی کرو !) کے ماتحت ہوتی ہے -

(جہل و ادعا)

ان مواقع مہیجہ اور مناظر صبر ربا میں سے ایک سب سے بڑا تاب گسل موقعہ وہ ہوتا ہے ' جب دیکھتا ہوں کہ جہل مذہب کے ساتھہ علم مذہب کا دعوا کیا جاتا ہے ' اور وہ لوگ ' جو اسلام سے وہی نسبت رکھتے ہیں جو ایک جاہل مریض کو علم طب سے ہوتی ہے ' مدعیانہ باہر نکلتے ہیں اور اسلام کی طرف اُس چیز کو نسبت دیتے ہیں ' جس سے حاشا کہ وہ پاک و بری ہے -

میں انسانی جہل و عصیاں کے سخت سے سخت مناظر پر خاموش رہہ سکتا ہوں ' لیکن ایک لمحہ کیلیے بھی مجھہ سے یہ نہیں ہوسکتا کہ اسلام کے متعلق جہل و بے خبری کے ساتھہ دعوا کیا جائے اور میرے قلم و زبان سے کسی طرح کی بھی نرمی و درگذر ایسے لوگوں کے حصے میں آے - اگر ایک شخص جاہل ہے تو اسپر سب کو افسوس ہوگا لیکن غصہ کسی کو بھی نہیں آئیگا ' لیکن جو شخص با وجود جہل مطلق کے ' کسی شے کے متعلق عالمانہ و مدعیانہ اپنی نمایش کرتا ہے ' تو اسکا گناہ جہل نہیں ہے بلکہ ابلیسیانہ تمرد و سرکشی ہے ' اور پھر اسکو ذلت و حقارت کے سوا اور کچھہ نہیں مل سکتا -

(الامر شدون الجاہلون)

ہماری بد بختی نے خود ہماری بربادیوں کے سامان کر دیے ہیں - قوم کے قدرتی پیشوا علماء مذہب تھے - اگر قران مسلمانوں کی دینی و دنیوی فلاح کا جامع ہے تو جس جماعت کے پاس قران کا علم ہوگا ' وہی ملت مرحومہ کی دینی و دنیوی پیشوائی کی اہل ہوگی - لیکن ہمارا مرض پاؤں میں نہیں بلکہ دماغ میں ہے - ہمارے پاؤں میں لنگ نہیں ہے مگر دماغ میں قوۃ ارادہ باقی نہ رہی - علما نے اپنے فرائض کو سب سے پہلے خیرباد کہا ' اور پھر انہی کی ضلالت سے قوم کی تمام گمراہیوں کی تولید ہوئی -

اب حالت یہ ہے کہ ایک گلہ ہے جس کا کوئی چرواہا نہیں - نئے لوگ مسند پیشوائی پر بیٹھے ہیں - انکا جہل مرکب اور نفس خادع جو کچھہ انکے قلب پر القا کرتا ہے ' اُسی کو اسلام کی طرف منسوب کر دیتے ہیں - ہر شخص جو قلم پکڑ سکتا ہے شیخ الاسلام ہے ' ہر اخبار کا ایڈیٹر جو چند آدمیوں کا وقت خرید سکتا ہے مفسر قرآن ہے - ہر انگریزی داں ' ہر خطاب یافتہ ' ہر سیکریٹری ' ہر متولی ' حق رکھتا ہے کہ اپنے ہر القاء شیطانی کو تعلیم اسلامی قرار دے ' اور اپنے ہر ہیجان نفسانی کو اجتہاد دینی سے تعبیر کرے : الا انہم ہم المفسدون و لکن لا یشعرون (۲ : ۱۲)

پھر یہ کون ہیں جو ہمارے سامنے آتے ہیں اور اپنے احکام و اوامر ہم پر نافذ کرتے ہیں ؟ ان میں سے کتنے ہیں جنہوں نے علوم دینیہ کی تحصیل لی ہے ' اور کتنے ہیں جنکو قرآن و سنت کی خبر ہے ؟ جہل مطلق کے سوا کیا ہے جسے وہ پیش کرسکتے ہیں " اور تعبد حکام کی بخشی ہوئی ذلت عزت نما کے سوا کونسی شے

ہے جسپر انہیں ناز ہے ؟ بیشک ' اچھا کپڑا اور شاندار مکان ایک انسان کو سوسائٹی میں ممتاز کرسکتا ہے - اگر ایک شخص کے پاس کوئی گراں معاوضہ نوکری ہے ' کوئی قیمتی جائداد ہے ' یا کوئی سرکاری خطاب ہے ' تو کچھہ حرج نہیں اگر وہ ان چیزوں سے اپنے دل و دماغ کو خوش کرے ' لیکن اسکے یہ معنے تو نہیں ہوسکتے کہ اُسے مفتیانہ ناجائز مطالبات کرنے کا حق بھی حاصل ہوگیا ہے ' اور جہل و علم کے جو قدرتی حدود ہمیشہ سے یکساں طور پر موجود ہیں وہ اسکی خاطر توڑ دیے جائیں ؟

(حکم اقفال مساجد و منع خطبات سیاسیہ)

ملۃ مرحومہ کی مصیبتوں کی مثالیں ہمیشہ پیش آتی رہتی ہیں - آجکل پنجاب میں یہ مسئلہ چھڑ گیا ہے کہ مساجد میں پولٹیکل امور پر تقریر کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ اسکی ابتدا (انجمن اسلامیہ لاہور) کے ایک اعلان سے ہوئی ' جس میں اپنے زیر انتظام (شاہی مسجد لاہور) کی نسبت حکم دیا گیا ہے کہ اسمیں پولیٹیکل تقریریں نہ کی جائیں - ثبوت میں یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ مسجد ذکر الہی اور عبادت و طاعت کیلیے ہے ' نہ کہ پولیٹیکل ہنگاموں کیلیے -

میں نے انجمن اسلامیہ لاہور کا وہ رزولیوشن نہیں دیکھا - معلوم نہیں اسکے اصلی الفاظ کیا ہیں ؟ لیکن اخبارات میں مندرجۂ صدر الفاظ کو بار بار دہرایا گیا ہے - اسکی مخالفت میں مجلسیں منعقد ہو رہی ہیں اور تجاویز پاس کی جا رہی ہیں - لیکن افسوس کہ اسلام کے احکام مذہبی اور مومنین اولین کے اسوۂ حسنہ کی بنا پر ابتک کسی نے اسپر نظر نہیں ڈالی -

(انجمن اسلامیہ لاہور) کے سکریٹری خان صاحب مسٹر بشیر علی خلف الصدق خان بہادر مولوی برکت علی مرحوم ہیں - مجھے جہاں تک معلوم ہے ' نہ تو انہوں نے دینی تعلیم پائی ہے اور نہ ان امور و مباحث کی نسبت کوئی واقفیت رکھتے ہیں - رزولیوشن انہوں نے تنہا پاس نہ کیا ہوگا بلکہ ارکان انجمن کے مشورے سے ہوا ہوگا ' لیکن ارکان انجمن کی نسبت بھی جہاں تک مجھے معلوم ہے ' ان میں کوئی شخص ایسا نہیں جو ان چیزوں کا اہل ہو -

پھر وہ کونسا حق امر دینی انہیں حاصل تھا ' جسکی بنا پر یہ اعلان انکے قلم سے نکلا ؟

اس سے بھی قطع نظر کیجیے - اسکے بعد کا سوال اس سے بھی زیادہ اہم ہے - یہ تسلیم بھی کرلیا جاے کہ انجمن اسلامیہ علماء دینیہ ' رؤساء روحانیہ ' اور مجتہدین ملت کی ایک انجمن ہے ' لیکن پھر بھی اسکی حیثیت اس سے زیادہ نہیں ہوتی کہ محض لاہور نامی ایک شہر کی انجمن ' جسکے سپرد شاہی مسجد کا انتظام کردیا گیا ہے تاکہ وہ اسکی خدمت انجام دے اور بس - پھر کیا مساجد اسلامیہ کے متعلق اوامر و نواہی کے اعلان کا حق صرف مسلمانوں کی ایک انجمن کو شرعاً حاصل ہوسکتا ہے ؟ اور کیا وہ مجاز قرار دی جاسکتی ہے کہ جس کام کو چاہے مسجد میں ہونے دے اور جس کو چاہے روک دے ؟

اسلام میں حق امر و حکم کبھی کو نہیں - وہ دنیوی انتظام و حکومت میں جب کسی ایک فرد کے استبداد کو تسلیم نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ " ان الحکم الا للہ " تو اسکے احکام دینیہ کیونکر تابع ارادہ اشخاص و جماعات مخصوصہ ہوسکتے ہیں ؟ اس نے یہ حق صرف قرآن کو دیا ہے ' یا پھر دنیوی امور میں اُس اجماع کو ' جو تمام مسلمانوں کی اکثریۃ راے سے عبارت ہے -

(خطبۃ الہلال)

میں نے اپنے کاموں کیلیے ایک راہ اپنے سامنے دیکھلی ہے اور صرف اسی پر چلنا چاہتا ہوں - میں خاص خاص اشخاص و جماعات کی باہمی نزاعات و معاملات میں وقت صرف کرنا پسند نہیں کرتا - (الہلال) کو نکلے ایک سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا ' لیکن نہ تو کبھی میں نے لاہور کی مختلف جماعتوں کے منافسات شخصیہ کی نسبت کچھہ لکھا اور نہ (زمیندار) اور اسکے مخالف گروہوں کے جھگڑوں کی نسبت کوئی راے دی - اصول کے ماتحت کام کرنے والوں کو اپنی نظر بلند رکھنی چاہیے اور انکا وقت بہت قیمتی ہے -

تاہم میں دیکھتا ہوں کہ (انجمن اسلامیہ) کے اس اعلان نے ایک سخت افساد دینی اور فتنۂ ملی کا دروازہ کھول دیا ہے اور وہ اسلام کے احکام کے متعلق سخت غلط فہمی پیدا کرتا ہے - مسلمانوں کے لیے سب سے بڑا وسیلۂ فوز و فلاح مساجد کے مجامع ہیں ' اور انکا رشتہ جس قدر مساجد سے بڑھیگا ' اتنا ہی وہ اپنے تمام دینی و دنیوی محاسن سے بہرہ اندوز ہونگے - انکے تمام درد دکھہ کا علاج ہمیشہ یہیں سے ملا ہے اور اب بھی یہیں سے ملے گا - لیکن یہ اعلان چاہتا ہے کہ اس دور تنزل و اسلام فراموشی میں ' جبکہ اسلام کی قدیمی سنتوں کے احیاء کی ضرورت ہے ' اس سنۃ حقیقیۂ اسلامیہ کی بچی کھچی ہستی بھی ضائع کردے -

پس میں مجبور ہوں کہ تمام اعراض و اطراف شخصیہ سے بکلی غض بصر کرکے ' اور پنجاب کے مقامی مناقشات احزابیہ (پارٹی فیلنگ) سے بے خبر ہوکر ' محض ایک اسلامی مسئلہ کی حیثیت سے اسپر نظر ڈالوں -

(موضوع بحث)

ہمارے سامنے یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ مساجد اسلامیہ صرف پانچ وقت کی نماز اور جمعہ ہی کیلیے ہیں یا کسی اور کام کے لیے بھی ؟ اگر اور کاموں کیلیے بھی ہیں تو باصطلاح حال پولیٹکل مجالس ان میں منعقد ہوسکتی ہیں یا نہیں ؟

میں مساجد اسلامیہ کے متعلق بعض دیگر اہم مطالب کو بھی ضمناً عرض کرونگا کہ کسی نہ کسی پیرایہ و تقریب پر ضروری خیالات لوگوں کے سامنے آجائیں -

(القرآن الحکیم)

(مفردات) میں ہے :

" المسجد بکسر الجیم : موضع السجود "

اگرچہ " مسجد " کے مفہوم کے متعلق مفسرین نے طرح طرح کے اقوال نقل کیے ہیں مگر صاف بات یہی ہے جو امام (راغب) نے لکھی ہے - یعنی مسجد بکسر جیم ہے اور اس سے وہ مقام مراد ہے جہاں فاطر السماوات والارض کے آگے جبین نیاز زمین پر رکھی جاے - اسی کی جمع ہے " مساجد " -

پس " مسجد " کا مقصود اسکے نام سے ظاہر ہے - سورۂ (جن) میں اللہ تعالی نے اسکے مقصد کی تحدید کی :

و ان المساجد للہ ! مسجدیں صرف اللہ ہی کیلیے ہیں - (۷۲ : ۱۸)

اس سے ظاہر ہوا کہ مساجد کے متعلق پہلا حکم الہی یہ ہے کہ وہ صرف اللہ ہی کیلیے ہیں - یعنی انکے اندر صرف وہی اعمال انجام دیے جا سکتے ہیں جو مخصوص اللہ کیلیے ہوں -

اسکے بعد فرمایا :

فلا تدعوا مع الله احدا - (۷۲ : ۱۸)	پس مسجدوں میں اللہ کے سوا اور کسي کي بندگي نہ کرو !

اس جملے نے اُن تمام اعمال کي نهي عام کردي' جو خدا کے سوا کسي اور کیلیے انجام دیے جائیں' خواہ وہ لساني هوں یا بدني - امام (طبري) نے حضرة ابن عباس سے یہ تفسیر نقل کي ہے کہ :

اي افردوا المساجد بذكر الله تعالى و لا تجعلوا لغير الله فيها نصيبا - (تفسیر : ۱۹ : ۷۱)	یعنے مسجدوں کو صرف اللہ کے ذکر کیلیے مخصوص کردو ! اللہ کے سوا غیروں کیلیے وہاں کے ذکر و عبادت میں کوئي حصہ نہو -

امام طبري' امام رازي' حافظ ابن کثیر وغیرہم اپني تفسیر میں لکھتے هیں :

قال قتادة : كانت اليهود و النصارى' اذا دخلوا كنائسهم اشركوا بالله فامر الله نبيه ان يوحدوه وحده -	" قتادہ نے اس آیة کے شان نزول میں کہا : یہودیوں اور عیسائیوں کا قاعدہ تھا کہ جب اپنے گرجوں میں جاتے تھے تو اللہ کے ساتھ اسکے ذکر میں بندوں کو بھي شریک کرتے تھے - پس اللہ نے اپنے نبي کریم کو حکم دیا کہ مسجد کو صرف اللہ هي کیلیے مخصوص' اور صرف اُسي کے ذکر کیلیے محدود کردیں "

ان اقتباسات سے مندرجۂ ذیل نتائج مقصد مساجد کے متعلق حاصل هوتے هیں :

(۱) مساجد کي تعمیر اور اُنکا قیام صرف اسلیے ہے تاکہ وہ عمارتیں اللہ کے نام سے مخصوص کردي جائیں - انکا مقصد صرف یہ ہونا چاهیے کہ اللہ کے لیے هوں اور اسي کے ذکر و عبادت کیلیے وهاں لوگ جمع هوں -

(۲) یہود و نصاری کا قاعدہ ہے کہ وہ اپنے گرجوں میں خدا کے ساتھ انسانوں کا بھي ذکر کرتے هیں اور اس عقیدت و طاعت اور ذوق عبادت کے ساتھ' جو صرف اللہ هي کیلیے مخصوص ہے - اس آیة میں اس سے روکا گیا اور فرمایا کہ مسجدیں اللہ کیلیے هیں' نہ کہ انسانوں کے ذکر کیلیے -

(۳) پس آجکل جو لوگ پادشاهوں کیلیے بعض مسجدوں میں دعائیں مانگتے هیں اور شاهي تاج پوشیوں کي تہنیت میں شور و غل مچاتے هیں' اس آیت اور اسکے شان نزول سے بالکل ممنوع ثابت هوگیا اور ایسا کرنا " لا تجعلوا لغير الله تعالى فيها نصيبا " میں داخل -

[۲]

سورۂ (جن) کي اسي آیة کے ساتھ کا ٹکڑا ہے :

و انه لما قام عبد الله يدعوه كادوا يكونون عليه لبدا - (۷۲ : ۱۸)	" اور جب خدا کا بندۂ مخلص (یعنے حضرة داعي اسلام) اللہ کي عبادت کیلیے کھڑا هوتا ہے تو لوگ اسکے گردا گرد جمع هو جاتے هیں اور اسطرح نزدیک آ آکر دیکھتے هیں گویا قریب ہے کہ لپٹ پڑیں گے "

اس آیة کے شان نزول میں متعدد اقوال هیں - حضرة (ابن عباس) سے مروي ہے کہ جب انحضرة نماز پڑھنے کیلیے کھڑے هوتے یا قران پڑھتے' تو حرص استماع میں لوگ هجوم کرکے ایک دوسرے پر گرنے لگتے اور نہایت قریب آجاتے - اللہ نے اسکي ممانعت کي - امام (ابن جریر) نے تفسیر میں بروایت (سعید بن جبیر) دوسرا قول نقل کیا ہے :

لما رأوه يصلي و اصحابه يركعون بركوعه و يسجدون بسجوده ! قال : عجبوا من طواعية اصحابه له -	" جب انحضرة صلی اللہ علیہ و سلم اور آپکے اصحاب کو نماز میں اسطرح دیکھتے کہ سب کے سب انکے جھک جانے کے ساتھ هي جھک جاتے هیں اور انکے سجدہ کرنے کے ساتھ هي سجدہ میں گرجاتے هیں تو انکي اس عجیب اطاعت و فرماں برداري پر انکو نہایت تعجب هوتا اور متحیر هو هوکر دیکھنے لگتے "

حافظ عماد الدین (ابن کثیر) نے اپني تفسیر میں بروایۃ حسن نقل کیا ہے :

قال الحسن : لما قام رسول الله صلعم يقول لا اله الا الله و يدعو الناس الى ربهم ' كادت العرب تلبد عليه جميعا (حاشیہ فتح البیان جلد : ۱۰ - صفحہ : ۹۵)	جب انحضرت (صلعم) کھڑے هوتے' لا الہ الا اللہ کہتے' اور لوگوں کو اللہ کے طرف دعوة دیتے' تو اهل عرب هجوم کرکے پہنچتے اور ایک دوسرے پر چڑھ آتے -

اصل یہ ہے کہ اس آیت میں خدا تعالے نے اُس حالت کي طرف اشارہ کیا ہے جو آغاز اسلام میں انحضرة اور آپکے ساتھیوں کي تھي - جب آپ نماز پڑھنے کیلیے قیام فرما هوتے' ایک جماعت آپکے جاں نثاروں کي آپکے پیچھے صف بستہ کھڑي هوجاتي' اور خشوع و خضوع اور انقطاع و قنوت کے ساتھ یہ مقدس گروہ ایک ان دیکھي هستي کے تصور میں بیخودانہ مصروف رکوع و سجود و مشغول تسبیح و تکبیر هوتا' تو یہ منظر کفار عرب کیلیے نہایت تعجب انگیز هوتا اور وہ اس عجیب طریق قیام و رکوع اور صفوف و متابعت امام کي عظمت و رعب سے مبہوت هوجاتے - پھر انھوں نے اپني شوخي و سرکشي سے اس منظر عبادت کو ایک تماشہ سا بنا لیا اور نماز کے وقت جمع هو هوکر هجوم کرنے لگے اور دیکھنے کے شوق میں ایک دوسرے پر ٹوٹنے لگے - وہ اکثر تماشہ دیکھنے والوں کي طرح بڑھتے بڑھتے اس قدر قریب آجاتے' گویا لپٹ پڑنے کے ارادے سے بڑھ رہے هیں - پس یہي اصل حقیقت ہے' جسکي طرف امام ابن (جریر) نے ایک روایت نقل کرکے اشارہ کیا ہے اور اسکا اقتباس اوپر گزرچکا ہے -

اب غور کیجیے کہ اس آیة کریمہ سے مساجد کے متعلق کیا بات نکلتي ہے ؟ اس سے ثابت هوتا ہے کہ اپنے ضعف و مرعوبیت اور اطاعت احکام غیر اللہ کي عبودیت سے اجکل مسجدوں کے متولیوں اور انجمنوں کے سکریٹریوں نے جو روش اختیار کررکھي ہے' اُس نے مساجد اسلامیہ کي عظمت کو اسي طرح تاراج ضلالت کردیا ہے جیسا کہ ظہور (مسیح) کے وقت یروشلیم کے هیکل کا حال هوگیا تھا -

اس آیت میں آغاز اسلام کي جس حالت کي طرف اشارہ کیا گیا ہے' بد بختي سے آج هم اپني تمام عظیم الشان مساجد میں وهي حال دیکھ رہے هیں - دهلي و آگرہ کي جامع مسجد اور لاهور کي تاریخي مساجد همیشہ یورپین حکام اور یورپ کے سیاحوں کا تماشہ گاہ رهتي هیں - وہ اکثر عین نماز کے اوقات میں آتے هیں اور بالکل اسي طرح' جسطرح اهل عرب تعجب سے بطور تماشے کے مسلمانوں کو مصروف نماز دیکھتے تھے' قریب آ آکر همارے صفوں کا تماشہ کرتے هیں اور کوئي نہیں هوتا جو اس تضحیک شعائر اللہ سے انہیں بار رکھے اور روکے !! -

اسلام اپنے اعمال و احکام دینیہ کے اندر اقوام وثنیہ کے مندروں اور رومن کیتھولک عیسائیوں کے خانقاهوں کي طرح کوئي راز نہیں رکھتا - اُس نے بکمال کشادہ دلي اجازت دي ہے کہ غیر قوم و

مذهب کے لوگ اسکي مسجدوں میں آسکتے هیں' اور مسلمانوں کي تمام طاعات و عبادات کا مطالعه کر سکتے هیں - لیکن تاهم وه اپنے تسامح دیني میں موجوده مسیحیت کي فرضي بے تعصبي کي طرح اسدرجه فیاض نهیں هے که اپني عبادت گاهوں کو تماشه گاه بنا دے ' اور لوگ بطور تماشه دیکھنے کے وهاں جمع هو هوکر نظاره کریں !

(جامع مسجد) دهلي نے بد بختي سے اس بارے میں اپني جو روایات قائم کر دي هیں ' وه اس آیة کي پوري تفسیر ' اور هتک ابنیهٔ مقدسهٔ اسلامیه کي امثال مشئومه میں خاص طور پر یاد گار هیں -

اس بارے میں دوسري مفید مانحن فیه آیة سورهٔ (توبه) کي متعلق (مسجد ضرار) هے - لیکن اس سے پہلے " مسجد ضرار " کا مختصر حال سن لینا چاهیے -

(مسجد ضرار)

حضرة (ابن عباس) اور دیگر صحابهٔ کرام سے شیخین و ترمذي و نسائي و احمد و ابو یعلي و حاتم و ابن خزیمه وغیر هم کبار محدثین رحمهم الله نے روایت کي هے که جب آنحضرة (صلعم) نے مکه معظمه سے هجرت کي اور مدینے تشریف لاے تو سب سے پہلے بني عمر و بن عوف کے محلے میں شہر کي اصلي آبادي سے باهر اُترے - اسکے بعد شہر میں قیام فرمایا اور مسجد نبوي کي بنا پڑي - لیکن اُنکے اولین قیام گاه میں بھي لوگوں نے ایک مسجد بنا لي اور آنحضرة بھي اکثر وهاں تشریف لیجا کر نماز پڑھنے لگے - یه مسجد " مسجد قبا " کے نام سے ابتک مدینے میں موجود هے - یه مسجد بن چکي تو بعض روساء منافقین نے مسلمانوں میں تفریق ڈالنے اور ضعفاء قلوب کو اپني نیات فاسده و مضله کا آله بنانے کیلیے کہا که تم اپنے لیے ایک دوسري مسجد بناؤ اور اپني علحده جماعت قائم کرو - حضرة ابن عباس نے ایک دوسري روایت میں (ابو عامر الراهب) کا نام لیا هے که وه اس شرارت و دسیسهٔ نفاق کا محرک اصلي تھا - بهر حال لوگ آنحضرة کے پاس آے اور اپني مسجد میں چلنے اور نماز پڑھنے کي خواهش کي - الله تعالے کو انکا ارادهٔ نفاق و افساد في الملة معلوم تھا - اس نے آپکو جانے سے روکا اور اس مسجد کو " مسجد ضرار " کے لقب سے یاد کیا - نیز فرمایا که :

" لا تقم فیه ابداً " اُس مسجد میں هرگز هرگز جا کر قیام نه کرنا !

یه هم نے بروایت مشہور لکھا - ورنه صحاح و مسانید میں وه روایتیں بھي موجود هیں ' جن میں مسجد ضرار کو مسجد قبا کي جگه ' مسجد نبوي کے مقابلے میں بنانا ظاهر کیا هے - امام ابو الحسن (واحدي) نے اسباب النزول میں یه تمام روایتیں جمع کر دي هیں (کتاب مذکور صفحه : ۱۹۵)

چنانچه سورهٔ (توبه) میں اسکا ذکر فرمایا هے :

و الذین اتخذوا مسجداً ضراراً و کفراً و تفریقاً بین المومنین و ارصاداً لمن حارب الله و رسوله من قبل و لیحلفن ان اردنا الا الحسنے ' و الله یشهد انهم لکاذبون - لاتقم فیه ابداً - لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیه ' فیه رجال یحبون ان یتطهروا ' و الله یحب المتطهرین - (۹ : ۱۰۸)

" اور جن منافقوں نے اس غرض سے ایک مسجد بنا کھڑي کي که مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں ' خدا و رسول کے ساتھه کفر کریں ' مسلمانوں میں پھوٹ ڈالیں ' اور اُن لوگوں کو پناه دیں جو الله اور رسول کے ساتھه قتال کر چکے هیں ' تو الله گواهي دیتا هے که یه بالکل جھوٹے هیں اگرچه قسمیں کھا کر کہتے هیں که همارا اراده اس کام سے سواے نیکي کے اور کچھه نهیں - اے پیغمبر ! تم کبھي بھي اس مسجد میں جاکر کھڑے نهونا ! هاں وه مسجد مقدس ' جس کي بنیاد روز اول هي سے اتقا و پرهیزگاري پر رکھي گئي هے ' یقیناً اسکي مستحق هے که تم اسمیں نماز کیلیے کھڑے هو - کیونکه اسمیں ایسے لوگ هیں جو صاف اور ستھرا رهنے کو پسند کرتے هیں اور الله بھي صاف رهنے والوں دوست رکھتا هے "

اس آیت سے چند امور واضح هوے :

(۱) مساجد کي تعمیر سے ایک بڑا مقصود اتحاد و اتفاق بین المسلمین اور جمع کلمهٔ ملت و دفع تشتت و تفریق هے - یهي مصلحت وجوب جماعت اور قیام جمعه و عیدین میں بھي مضمر هے - پس الله باهمي پھوٹ اور تفرقه کو پسند نهیں کرتا - مسجد کي تعمیر و قیام نیز اسکي جماعت و اجتماع اور ذکر و عبادت بلکه جمیع اعمال متعلقهٔ مساجد میں کوئي بات ایسي نه هوني چاهیے ' جس سے مسلمانوں میں باهمي نا اتفاقي پیدا هو اور الگ الگ دھڑے بندي کي جاے - اگر بد بختي سے مختلف جماعتیں هوگئي هیں اور دل صاف نهیں ' تو کم از کم اسکے اثرات کو مسجد تک متعدي نه هونا چاهیے اور وهاں کے اعمال کو بالکل نا اتفاقي سے پاک رکھنا چاهیے -

(۲) اجکل مسجدوں کي تولیت ' نئي مساجد کي تعمیر ' اور قدیم مساجد کے انتظام و اهتمام کي جماعتوں کے حالات پر نظر ڈالیے تو صدها مثالیں ایسي ملیں گي ' جن کے اندر صرف جذبهٔ خبیثهٔ افتراق اور نیت فاسدهٔ نفاق کام کر رهي هے ' اور اس طرح جس هواے نفساني سے هم نے خود اپنے گھروں کو نجس کیا هے ' اسي سے خدا کے گھر کو بھي آلوده کرنا چاهتے هیں - پھر کتني مسجدیں هیں جو اتحاد و جمع کلمهٔ مسلمین کي جگهه اور افتراق و تشتت کلمهٔ اسلام کا موجب هوتي هیں ؟ اور کتني اسلام کي عبادت گاهیں هیں جنکے ایوان و صحن اتحاد و اتفاق کي جگه فتنهٔ و فساد بل قتال و جدال بین المسلمین کا گھر بنادیے گئے هیں ؟ : ولا تکونوا کالذین تفرقوا من بعد ما جاء هم البینات ' اولئک لهم عذاب عظیم (۳ : ۱۰۲)

(۳) اسي طرح هر ایسي تحریک جو مساجد کے متعلق تفریق و نا اتفاقي کا موجب هو ' جائز نهیں که خدا نے اس آیت میں ایسي صداؤں کو علامت نفاق و خصوصیت منافقین خاسرین قرار دیا هے -

(حکم طهارت ظاهري)

(۴) اگرچه موضوع بحث کے خلاف هے لیکن بطور جملهٔ معترضه اس آیة کریمه کے متعلق ایک فائدهٔ جلیله کي طرف اشاره کرنا ضروري -

مسجد ضرار کے مقابلے میں جس مسجد کي الله تعالے نے تعریف و توصیف کي هے ' خواه وه مسجد قبا هو یا مسجد نبوی ' لیکن ایک بہت بڑا وصف یه فرمایا که :

فیه رجال یحبون ان یتطهروا ' و الله یحب المتطهرین -

" اس مسجد میں ایسے لوگ هیں جو صفائي اور ستھرائي کو پسند کرتے هیں اور الله بھي صفائي پسند کرنے والوں کو دوست رکھتا هے "

اس سے ثابت هوتا هے که اسلام کي نظر میں صفائي اور پاکیزگي کا درجه کیسا بلند هے ' اور اس نے صاف و پاک رهنے پر کس درجه زور دیا هے ؟ اولین وصف اس مسجد کا یه بیان کیا که وه موسس

مقالات

علی التقوی ہے - یہ گویا اس مسجد کا احق ہونا بہ حیثیت اسکے محل کے تھا - اسکے بعد وہاں کے لوگوں کی صفائی پسندی کا ذکر کیا ہے ' یعنی محل کی طرح بہ حیثیت حال کے بھی وہ اقدم و افضل ہے - چونکہ مسجد نبوی میں آنے والے زیادہ تر مومنین مخلصین تھے ' اسلیے وہ صاف و پاکیزہ رہتے تھے اور صفائی کو کہ وصف اسلام و ایمان ہے پسند کرتے تھے - برخلاف مسجد ضرار کے بانیوں کے ' کہ بوجہ نفاق و کفر پسندی کے علائم اسلام اُن میں مفقود تھیں ' اسلیے عموماً نجاست اور گندگی کی حالت اور میلے کچیلے رہنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے - خدا نے فرمایا کہ یہ فرق اللہ کی نظر میں بہت اہم اور وقیع ہے کیونکہ وہ صاف ستھرا رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے -

افسوس کہ آج مسلمانوں کی یہی سب سے بڑی خصوصیت جو انکو منافقین و کافرین سے ممتاز کرتی تھی ' غیروں کے حصے میں آ گئی ہے اور انکو صفائی اور پاکیزگی سے محروم سمجھا جاتا ہے - یورپ آج جسمانی صفائی اور پاکیزگی کا خواہ کیسا ہی نمونہ ہو ' لیکن اسکی یہ حالت اسکے تمدن و ترقی معاشرت کا نتیجہ ہے نہ کہ مسیحیت کا - گزشتہ صدیوں میں عیسائیوں کے یہاں ضرب المثل تھا کہ صفائی کافروں (مسلمانوں) کا شعار ہے ' اور پکا عیسائی وہ ہے جسکے جسم پر برسوں کا میل جما ہوا ہو - حروب صلیبیہ (کروسیڈ) کی تاریخوں سے اسکا پتہ چل سکتا ہے -

برخلاف اسکے مسلمان مذہباً مجبور ہیں کہ صاف رہیں - اپنے جسم کو روزانہ بلکہ دن میں پانچ بار صفائی کریں - صاف کپڑے پہنیں - بد بودار چیزیں نہ کھائیں - مساجد میں جائیں تو اچھے سے اچھا کپڑا پہنکر اور لطیف سے لطیف عطر لگاکر - یہ مشہور حدیث سب کو معلوم ہے کہ " خذوا زینتکم عند المساجد "

ممکن ہے کہ اس آیت میں طہارت و تطہیر سے طہارت معنوی یعنی طہارت من الذنوب و المعاصی مراد لیا جاے اور کہا جاے کہ ظاہری طہارت و صفائی مقصود نہیں - لیکن اول تو قرآن کریم کے الفاظ اس طرح کی توجیہ کیلیے کوئی قرینۂ بینہ نہیں رکھتے - پھر بکثرت احادیث صحیحہ اسکی موید ہیں ' جنکو تفاسیر میں دیکھنا چاہیے - اس سے بھی بڑھکر یہ کہ مفسرین صحابہ و تابعین نے اس آیت میں طہارت سے طہارت ظاہری ہی مراد لیا ہے اور امام (رازی) نے اس تفسیر کے بعد تصریح کردی ہے کہ " وہذا قول اکثر المفسرین " یہ قول (یعنی طہارت ظاہری) اکثر مفسرین کا ہے -

الہلال کی ایجنسی

ہندوستان کے تمام اردو ' بنگلہ ' گجراتی ' اور مرہٹی ہفتہ وار رسالوں میں الہلال پہلا رسالہ ہے جو باوجود ہفتہ وار ہونے کے روزانہ اخبارات کی طرح بکثرت متفرق فروخت ہوتا ہے - اگر آپ ایک عمدہ اور کامیاب تجارت کے متلاشی ہیں تو اپنے شہر کے لیے اسکے ایجنٹ بن جائیں -

دعوۃ و تبلیغ اسلام

ایڈیٹر الہلال اور اشغال سیاسیہ

غفلت عموم مسلمین و علماء دین از اہم ترین فریضۂ اسلامی

(۲)

(از جناب نواب حاجی محمد اسماعیل صاحب رئیس دتاولی)

مخدومی حضرت مولانا ابو الکلام صاحب آزاد زاد مجدہم !

غالباً اسوجہ سے کہ میں نے جدید درخواست خریداری نہیں بھیجی ' کئی مہینے سے میں اخبار (الہلال) کے پڑھنے سے محروم رہا - آج اتفاق سے ایک دوست کے ہات میں میں نے ۱۷ - ستمبر کا پرچہ دیکھا - میں اسکو اوراق پلٹ کر پڑھ رہا تھا کہ اسکے صفحہ ۲۶ ۸۷ - میں میرا ایک پرانا خط دیکھنے میں آیا جو چند مہینے پیشتر میں نے جناب والا کی خدمت مبارک میں بھیجا تھا - کئی مہینے کے توقف کے بعد مجکو اوس پرچہ کے دیکھنے کے اتفاق ہونے سے جس میں آپ نے مجکو یاد فرمایا ' اپنی یا آپ کی کرامت کی طرف خیال گیا - جسکا آخری فیصلہ یہی کیا گیا کہ مجھ سے گناہگار کا کرامت کو اپنے ساتھہ منسوب کرنے سے بہتر یہی ہے کہ جناب ہی کی کرامت اسکو قرار دیا جاے کہ اوسی پرچہ میں یہ خط چھاپا گیا جسکو میں ایک مدت کے بعد پڑھنے والا تھا - بہر حال بوجہ اون فقروں کے جو " الہلال " کی طرف سے آخر میں درج ہیں اور نیز بوجہ اوس عنوان کے جو اس نیاز نامہ کا جناب کی طرف سے عطا ہوا ہے ' میں نے اپنے تئیں خوش نصیب کہا اور میرے دل کو اس سے اطمینان ہوا کہ میں ایک بڑے شخص کو اس ضروری سوال کی طرف مزید متوجہ کرسکا -

مخدومی حضرت مولانا ! یہ کہنا کہ پالیٹکس سر سے پاؤں تک مسلمانوں کی قومی حیات کے واسطے ایک جزو لاینفک نہیں ہے ' صریح غلطی ہوگی - مسلمانوں پر کیا موقوف ہے ؟ ہر ایک قوم کے وجود کی برقراری یا اوسکی ترقی کے واسطے ملکی معاملات و حالات پر بحث کرنا اور کرتے رہنا لازمۂ انسانیت خصوصاً اس زمانہ میں ہے ' اور نہایت خوشی کی بات ہے کہ اس ضرورت کو ہم مسلمانان ہند بھی ایک مستقل ' با رعب ' اور فیاض گورنمنٹ کی تعلیم دہی اور برکات کے سبب سے سمجھنے لگے ہیں اور اپنے حقوق کی حفاظت پر دلدادہ نظر آتے ہیں اور انشاء اللہ تعالی اسکا انجام (گو کہ اسوقت غلطیوں کے غبار میں اسلامی پالیٹکس آلودہ ہو رہا ہے) اچھا ہی ہوگا - مسلمانوں کا شیرازۂ قومی جو بکھرا ہوا ہے ' یک جا ہو جائیگا - اور وہ یہ کہہ سکیں گے کہ وہ بھی ایک زندہ قوم دنیا میں ہیں -

لیکن جسطرح یہ کہنا کہ زندگی کے واسطے صرف غلہ ہی کی ضرورت ہے ' غلط ہے ' کیونکہ حیات کے واسطے پانی اور ہوا وغیرہ کا

بھی لزوم ہے - اسی طرح یہ خیال کر لینا کہ ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی قومی حیثیت کا بقا فقط پالٹیکس پر زور دینے ہی میں ہے، غلط ہے - اوس طرز حکومت کی بنا پر جو انگریزوں کی ہندوستان میں ہے، میری ایک راے ابتداء عمر سے رہی ہے اوس سے انحراف کرنے کی ضرورت اسوقت تک ثابت نہیں ہوئی - اور وہ یہ ہے کہ "جس شے کی ہمکو سب سے کم ضرورت ہے وہ پالیٹکس پر توجہ ہے" ان وجوہ سے، کہ اول تو انگریزی طریق ملک داری ہندوستان کی کسی قوم کو جس میں مسلمان بھی شامل ہیں، پامال نہیں ہونے دیگا - دوم اس سے بھی زیادہ ضروری اور مفید کام مسلمانوں کی توجہ کا محتاج ہے یعنی (اشاعت اسلام) - مگر شاید مجھہ سے زیادہ کسی دوسرے کو اس کا ملال نہ ہوگا، جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ میرے ہم مذہب اولٹی چال چل رہے ہیں اور روز بروز اونکی توجہ پولیٹکل مسایل پر بحث کرنے پر بڑھتی جاتی ہے اور وہ کام جس سے زیادہ دنیا اور دین دونوں کا فایدہ ہے، کس مپرسی میں پڑتا اور دور بڑھتا جاتا ہے - ہمارے علما اور پیشوایان دین (جسطرح کہ جناب والا خود ہیں یا شمس العلما مولانا شبلی ہیں) افسوس کہ اپنے فرایض کو بھول چکے ہیں اور ایسی تو - تو - میں - میں میں جس سے اونہیں الگ رہنا زیادہ مستحسن تھا، پڑگئے ہیں - میں پھر عرض کرونگا کہ میں معاملات ملکی میں توجہ کرنا غیر ضروری نہیں جانتا لیکن بلا شبہ یہ قطعاً غلطی ہے کہ سب گروہوں کا فقط یہی کام رہجاے کہ وہ حکام پر نکتہ چینی میں منہمک ہو جائیں اور اپنے تمام دوسرے کام بھول جائیں - اگر ہندوستان کے امن و عافیت اور حکومت ہند کے برکات کو قدرشناسی سے دیکھا جاے تو سب سے زیادہ اوسی میں صلاحیت اسکی ہے کہ ہندوستان کے اندر مسلمانوں کا ایک ذیعلم اور محب اسلام گروہ ایسا بننا چاہیے جو اشاعت اور برقراری اسلام کا کام اپنے ذمہ لے - میں جناب کی علمی قابلیت اور وسعت معلومات کے ساتھہ آپکے اخلاق کے اوپر بھروسہ کرکے اس عرض کرنے کی جراءت کرونگا کہ اگر جناب کو پالیٹکس پر بھی توجہہ کرنے کا شوق ہے تو اسکو آپ کیوں بھولے پڑے ہیں کہ اشاعت اسلام بہترین پالٹیکس اور ازدیاد نفوس اعلی ترین قومی قوت اس زمانہ میں ہے - شمس العلما مولانا شبلی معاف فرمائینگے اگر عرض کیا جاے کہ اونھوں نے ندوہ کو چھوڑ کر پولٹیکل نظموں کو مسلمانوں کے حق میں مفید یا اپنے واسطے موجب نام آوری قرار دیا ہے - اگر آپ حضرات ان فضولیات کو چھوڑ دیں، اور ایسے علما کے پیدا کرنے میں، جو یورپ کا علمی مقابلہ کرتے ہوے اونکے واسطے روحی فضیلت کا اور تلقین اسلام کا باعث ہوں، اپنے آپ کو مصروف کردیں، تو بلا شبہ عند الناس اور عند اللہ دونوں جگہ زیادہ مقبول ہونگے - اشاعت مذہب جیسی ضروری تحریک سے جسطرح مسلمانان عالم (یعنی اندرون ہند اور بیرون ہند) غافل ہیں وہ ہرطرح نہایت افسوس، ملامت، اور مواخذہ کے لائق ہے اور یہ سب الزام علما کے سر سب سے اول ہے -

یورپ کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جہانکے علما اپنے عقاید اور دین کی تلقین کے واسطے دور و دراز ملکوں میں صدیوں سے مارے مارے پھرتے، مرتے، اور کٹتے نہ ہوں - مگر ہمارے ہم مذہبوں کا کون ایسا ملک یا سلطنت ہے، جسکے مسلمان گھر سے اس کام کے لیے باہر بھی نکلے ہوں؟ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ انہوں نے اسکا اقبال بھی بطور ایک ضروری خیال کے نہیں کیا ہے - مگر ہم ہندوستان کے مسلمان دوسرے ملک کے مسلمانوں پر اوسوقت تک الزام نہیں لگا سکتے جب تک کہ خود کچھہ کر نہ دکھالیں، اور اونکی معقول جواب اس الزام کا ہمارے علما کے پاس ایک ایسے ملک اور زمانہ میں نہیں ہے جبکہ آزادی اور علم کی نہریں بہہ رہی ہیں - ہندو جیسی کنسرویٹو قوم تک تو اپنے دین کی اشاعت کرنے لگی اور مسلمان جیسے لبرل مذہب والے کچھہ نہ کریں؟

الغرض میں نہایت ادب اور عاجزی سے معافی مانگ کر جناب سے عرض کرنے کی جراءت کرونگا کہ پالٹیکس کے اس حصہ سے جس میں فضول گوئی اور دشنام دہی کے سوا کچھہ نہ ہو، محترز رہکر اپنی تمام قابلیت و لیاقت اور اللہ کی بخشی ہوئی قوت اصلاح و خدمت پالیٹکس کے اوس حصہ پر صرف کیجیے جس سے مسلمانوں کی تعداد دنیا میں بڑھے - مسلمان علما ملکوں ملکوں جائیں، اپنی نیکیوں اور علمی قوت اونپر نمودار کریں، اور نیز ہندوستان میں بھی کم علم مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچالیں - مگر یہ جب ہی ہوگا جب کہ جھوٹی واہ وا سے آپ حضرات خوش نہ ہونگے اور دنیا کے بہت سے کاموں میں سے یہ ایک ہی کام (یعنی اشاعت اسلام) اپنا مرکز نظر اور منتہاے خیال نہ بنا لیں گے -

جناب کا ادنی ترین خادم:

(اسمعیل)

(الہلال)

اس مکرر توجہ فرمائی کا مکرر شکریہ - جناب مولانا شبلی نعمانی آجکل سیرۃ نبوی کی تدوین میں مصروف ہیں نہ کہ پولیٹکل نظموں کا دیوان ترتیب دینے میں - رہا مسئلۂ تبلیغ و دعوت اسلام، تو ضرورت ہے کہ اس موضوع اہم و اقدم پر پوری تفصیل کے ساتھہ اپنی معروضات پیش کروں، اور انشاء اللہ پہلی فرصت میں اسکو لکھونگا -

---

شیعہ کانفرنس بمقام جونپور

قلعۂ جونپور کا میدان اجلاس کیلیے تجویز ہوا ہے - اس سے زیادہ ہوادار اور پُرفضا کوئی اور جگہ اس نواح میں نہیں ہے، قلعہ سے اسٹیشن ریلوے تقریباً پون میل کی دوری پر ہے، اور بالکل سیدھی سڑک وہانسے یہانتک آئی ہے - قلعہ کے پھاٹک پر کوتوالی شہر ہے اور اندر شاہی زمانہ کی عمدہ مسجد اور مختصر سا خوشنما باغ بھی ہے جو شام کو تفریح کیلیے دلچسپ جگہ ہے - ہم نے اپنے سرفراز کنندہ مہمانوں کیلیے اس چھوٹے سے شہر میں سواری کا بھی اہتمام کیا ہے جو گاڑیوں کے آمد کے اوقات پر ریلوے اسٹیشن پر موجود رہینگی - استقبال حضرات تشریف آوران کیلیے والنٹیرس موجود اور ہر طرح کسی مدد مہیجے کی کوشش کرینگے - نرخ کرایہ گاڑی اور قلی والنٹیرس سے معلوم ہوگا -

معزز مہمانان اضلاع غیر کیلیے قلعہ کی مسطح زمین پر خیمے ڈالے جا رہے ہیں جنمیں ہمارے کرم فرما قیام فرمائینگے - اونکے لیے غریب جونپور نے اپنے اوقات کے مطابق تین دن کیلیے کچھہ نان و نمک کا بھی سامان کیا ہے جسے امید ہے کہ ہمارے بندہ نواز قبول فرما کر عزت بخشینگے - اسکے علاوہ کھانے پینے اور ناشتے کی مختلف دکانیں بھی خاص نگرانی میں مہیا رہینگی، کہ کسی صاحب کو کوئی تکلیف نہو - اقسام شیرینی و سگریٹ و پان و دیگر مفرحات مثل لیمونیڈ وغیرہ کی بھی کافی دکانیں ہونگی کہ جملہ ضروریات عند الموقع پوری ہوتی رہیں - جونپور کے مشہور تیل و عطر و تمباکو نوشیدنی کی دکانیں بھی متعدد موجود ہونگی - جہانتک ممکن ہوگا ہے خاص سواریاں بھی یکجا رہینگی بشرطیکہ قبل سے ورود کی اطلاع ملے -

شیخ محمد قاسم وکیل - سکریٹری انتظامیہ کمیٹی

اجلاس شیعہ کانفرنس مقام جونپور

احرار اسلام

الحریۃ فی الاسلام

نظام حکومۃ اسلامیہ

وامرہم شوری بینہم (۴۲ : ۳۶)

(٦)

توطیۃ مباحث آتیہ
اور مباحث گذشتہ پر ایک اجمالي نظر

بقیہ مقالہ سابقہ

(۱)

" انقلاب فرانس " یورپ کي موجودہ جمہوریت و حریت کا سرچشمہ تسلیم کیا جاتا ھے - ھم نے مختصر طور پر اسکے اعلانات و اساسات کي تشریح کي تاکہ ایندہ مباحث کے سمجھنے میں آساني ھو - گزشتہ نمبر میں فرانس کا جو " منشور حریت " نقل کیا ھے اور جس میں مبادي حریۃ و مساوات بیان کیے گئے ھیں ' اس سے اگر تشریح قوانین و تکرار مقاصد و اعادۂ مطالب کو الگ کر دیا جاے تو اصل اصول نظام جمہوریت کے وھي چند دفعات رھجاتے ھیں جنکو اس مضمون کي اولین قسط میں ھم نے بیان کیا تھا اور پھر ابھي تھوڑا ھي عرصہ گزرا ھے کہ مکرر دھرا چکے ھیں - یعنے بصورت تقسیم مواد ' منع حکم ذاتي ' مساوات عمومي ' انتخاب رئیس ' اور امر شوری : یہي چار دفعات اصل اصول قرار دیے جا سکتے ھیں - اگر ان عناصر مرکبہ کي بھي تفرید کي جاے تو پھر صرف ایک ھی اصل الاصول آخر میں باقي رھجائیگا یعني " منع حکم مطلق و ذاتي " یا " السلطۃ للشعب وحدہ " : حق تسلط صرف قوم ھي کو حاصل ھے -

(احکام اسلامیہ و نظام خلافۃ راشدہ)

انھي دفعات اربعۂ نظام جمہوریۃ کو پیش نظر رکھکر ھم نے احکام اسلامیہ و اعمال مسلمین اولین کا تفحص کیا تھا ' اور ایک ایک دفعہ پر ترتیب وار بحث کي تھي - گو بحث اجمالي ' اور نظر سرسري تھي ' تاھم حسب ذیل نتائج تک پہنچنے میں ضرور رھنما ھوئي ھوگي :

(۱) اسلام ھر قسم کے ذاتي و شخصي تسلط کي نفي مطلق کرتا ھے - اس نے روز اول ھي سے جو نظام حکومت قائم کیا ' وہ خالص جمہوري اور شائبۂ شخصیت سے پاک تھا - تصریحات کلام اللہ اور سنت مسلمین اولین سے بغیر کسي توجیہہ و تاویل کے ثابت ھوتا ھے کہ " حکومت جمہور کي ملک ھے - ذات اور خاندان کو اسمیں دخل نہیں " یہي اصول خلاصۂ نظام جمہوریۃ حاضرہ ھے -

(۲) نفي حکم ذاتي کا پہلا نتیجہ مساوات عمومي افراد بشر ھے - یعنے خاندانی ' ملکي ' قومی ' اور مالي امتیازات کوئي شے نہیں - اسلام نے پیدا ھوتے ھي ان تمام امتیازات کو باطل کر دیا ' جسکي تصدیق شي احدہ فضل ' الا بدین و تقوی " یعني کسي ایک شخص کو دوسرے شخص پر کوئي فضیلت نہیں ھو سکتي ' الا اسکي دیني فضیلت اور حسن عمل -

(۳) نظام جمہوریہ کا تیسرا رکن رئیس جمہوریہ ' اور اسکا تقرر بذریعۂ انتخاب ھے - رئیس جمہوریۃ کو اسلام خلیفہ کہتا ھے اور " اجماع " سے مقصود قوۃ اکثریۃ انتخاب ھے -

(۴) اسي ضمن میں تکمیل جمہوریۃ صحیحہ کیلیے ضرور تھا کہ خود " رئیس جمہور " کو عام افراد ملک کے مقابلے میں کوئي امتیاز خاص حاصل نہو - مساوات حقیقي کے یہ معني ھیں کہ جس شخص کو رئیس جمہوریۃ منتخب کیا گیا ھے ' وہ اپنے تمام حقوق قانون و عمل میں بھي مثل ایک عام باشندۂ شہر کے نظر آے - پس اس حیثیت سے بھي تفصیلي نظر ڈالي گئي تو اسلام کا خلیفہ اس شان میں سامنے آیا کہ پھٹي ھوئي چادر اور دو وقتہ کي غذا کے سوا اسکے پاس اور کچھہ نہ تھا !

(۲)

ان مباحث کے ضمن میں ھم پر اس سے بھي زیادہ خصائص الہیۂ اسلامیہ کا انکشاف ھوا - ھم نے صرف یہي نہیں دیکھا کہ جو کچھہ آج جمہوریۃ و حریۃ ' اور مساوات و آئین کے نام سے دکھلایا جا رھا ھے ' وہ سب کچھہ اسلام کے پاس موجود ھے ' بلکہ یہ بھي نظر آیا کہ موجودہ عصر تمدن کے یہ تمام مناظر فخیمہ ابتک اس حقیقت عظمی و اصلیت کبری سے خالي ھیں ' جنکو تیرہ سو برس پہلے وہ ظاھر کر چکا ھے -

(یورپ کي ناکامیاب جستجوے مقصد)
(اور انقلاب فرانس کي ناکامي)

حریۃ صحیحہ اور اسلام کے تعلق پر بحث کرتے ھوے دو پہلو پیدا ھو جاتے ھیں - ایک پہلو بحث کا یہ ھے کہ آج یورپ کے بازار حریت میں بہتر سے بہتر جو متاع دکھلائي جا سکتي ھے ' وہ ھمارے امانت خانوں میں تیرہ سو برس سے موجود ھے -

دوسرا حصہ وہ ھے جہاں نظر آتا ھے کہ صرف وہ متاع ناقص ھي نہیں ' بلکہ اس سے بھي اعلی و اشرف اشیا ھمارے پاس موجود ھیں -

ھم نے گزشتہ مباحث میں اس دوسرے حصۂ بحث پر ابھي کہاں کہیں نظر ڈالي ھے اور اسکا خلاصہ حسب ذیل ھے :

(۱) اسلام نے اپنے نظام حکومت سے بکلی بادشاہ کے وجود کو خارج کر دیا ' اور ایک کامل جمہوریت قائم کي جسمیں صرف ایک پریسیڈنٹ دائم حایمہ رہ گیا ھے - برخلاف اسکے یورپ میں جمہوریت کي اصطلاح اب تک پوري طرح کامیاب نہو سکی -

اسکا بڑا حصہ اب تک تاج و تخت موروثي والي کے آگے عاجزي کرنے پر مجبور ھے - امریکہ اور فرانس ' صرف یہی دو بڑي جمہوریتیں انقلاب فرانس کا کامیاب نتیجہ ھیں - انکے علاوہ چند چھوٹي چھوٹي جمہوریتیں ھیں مگر انکا شمار بڑے ملکوں میں نہیں -

(۲) انقلاب کي اصلي روح مساوات ہے - اور صرف شاہي اقتدار و تسلط کے روک دینے هي سے جمہوریه صحیحه قائم نہیں هوسکتي - تا وقتیکه نوع بشر میں مساوات حقیقي قائم نہو - اس بنا پر گو فرانس کے انقلاب نے ساهي اقتدار کي مطلق العناني سے دنیا کو نجات دلا دي' تا هم وه " مساوات حقیقي " کے قیام میں کامیاب نہوسکا - مختلف درجات و طبقات امت کا اختلاف بدستور باقي ہے - دولت کے اقتدار کي لعنت سے ابتک دنیا نے نجات نہیں پائي' اور تمیز ادنی و اعلی کے عذاب الیم کي زنجیر اب تک اسکے پاؤں میں پڑي ہے -

(۳) یه کیا ہے که اب تک پادشاه ہے جو ملکي خزانے سے کروروں روپیه لیتا اور با وجود ایک عام باشندهٔ شہر ہونے کے عام باشندوں سے ارفع و اعلی رهتا ہے ؟

اب تک وه عظمت و جبروت کے اس عرش مقدس پر متمکن ہے' جہاں تک زمین کے عام باشندوں کي رسائي نہیں ؟

شاه انگلستان ستر لاکهه پچاس هزار روپیه هر سال تن تنها اپنے اوپر صرف کرتا ہے اور جرمني کا حکمراں نوے لاکهه - پهر کیا با ایں همه یورپ کو مساوات انساني کے ادعاء کاحق حاصل ہے ؟

اسکي آبادي ابتک اُن امیروں کے ایوانوں سے رکي هوئي ہے جو چاندي سونے کے گهمنڈ میں اپنے هم جنسوں کے ساتهه سب کچهه کرسکتے هیں - پهر وه مساوات کہاں ہے جسکے فرشتے نے تمام اکناف یورپ کو اپنے پروں میں چهپا لیا ہے ؟

لیکن اسلام نے روز اول هي مساوات کي حقیقي تصویر دنیا کو دکهلا دي - اسکا اولین قدوس پادشاه جس طرح زندگي بسر کرتا تها تم پڑھ چکے هو - اسکے خلفانے صاف کہدیا که " حلتان و قوتي و قوت اهلي " یعني مجهکو صرف دو جوڑے کپڑے کے اور اپني اور اپنے اهل و عیال کي مایحتاج غذا چاهیے اور بس !

حضرة خدم المرسلین نے قبیلهٔ مخزوم کي ایک عورت کي نسبت رؤساء قریش سے' حضرة (ابوبکر) نے اپني خلافة کي اولین مجلس میں' حضرة (معاذ) نے سردار رومي کے آگے' (مغیره بن شعبه) نے ایراني سپه سالار کے سامنے' اور واقعهٔ اجنادین میں رومي سپه سالار کے آگے اسکے مخبر نے' جو تقریریں کي تهیں' انکو تمام گذشته نمبروں میں پڑهو' اور پهر مساوات یورپ کا مساوات اسلامي سے مقابله کرو !

(۳) لیکن مساوات کے بهي مختلف درجے' اور اسکي مختلف قسمیں هیں - یه سچ ہے که انقلاب فرانس نے اپنے اعلان حریت میں تمام ابناء وطن کو مساوي قرار دیا' لیکن کیا تمام ابناء ادم کو بهي درجهٔ و حقوق میں مساوي قرار دیسکا ؟ وه عدم مساوات جو ایک محدود رقبهٔ زمین میں هو' زیاده مستحق نفریں ہے' یا وه' جو تمام دنیا اور دنیا کي تمام قوموں میں پهیلا هوا هو ؟ اگر تم ایک سرزمین کے رهنے والوں کو ایک درجے میں رکهنا چاهتے هو تو یه دنیا کے دکهه کا اصلي علاج نہوا - دنیا اُس مساوات کیلیے تشنه ہے جو ابناء وطن کي طرح مختلف وطنوں اور قوموں کا امتیاز بهي مٹادے اور اسود و ابیض' مغرب و مشرق' متمدن و غیر متمدن' غرضکه خدا کے تمام بندوں کو ایک درجے میں لاکر کهڑا کردے - تم ابهي ابهي انقلاب فرانس کي سرگذشت سے فارغ هوے هو - تم نے وه اعلان حریة پڑها ہے' جس کو تاریخ عظمت کے ساتهه اپنے سینے سے لگاے رکهتي ہے' لیکن کیا اسمیں اول سے لیکر آخر تک کسي جگه بهي اس مساوات کا ذکر ہے جو کسي خاص سر زمین کو نہیں بلکه تمام عالم کو اپنا پیغام نجات سناتا هو ؟ اسکي هر دفعه کو مکرر پڑهه لو - تم هر جگه " وطن " هي کا نام پاؤگے' اور انقلاب فرانس کا بلند سے بلند مساوات کا تخیل اس سے زیاده نہوگا که " فرانس " کا هر باشندہ ایک دوسرے کے برابر هوجاے -

لیکن خدا کي زمین جو صرف فرانس اور یورپ هي کي اقوام سے آباد نہیں ہے' اپنے اس زخم کیلیے کہاں مرهم ڈهونڈے' جس نے ایک قوم کو وطن کو دوسري قوم اور وطن پر فضیلت دیدي ہے ؟

یورپ سے اسکو تسکین نہیں مل سکتي' لیکن اسلام کا هاتهه اسکو مرهم بخشش سکتا ہے - اُس نے صرف اپنے وطن اور سر زمین هي کو مساوات باهمي کا حقدار نہیں سمجها' بلکه اسکا اعلان ایک عالمگیر مساوات کا فرمان تها - جبکه اُس نے کہاکه:

یا ایها الناس ! انا خلقناکم من ذکر و انثی وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا' ان اکرمکم عند الله اتقاکم ! (۴۹ : ۱۳)

" اے لوگو ! هم نے تم کو مرد و عورت کے اتحاد سے پیدا کیا' اور تم کو مختلف قوموں اور خاندانوں میں تقسیم کردیا - لیکن اس اختلاف قوم و نسل سے کوئي امتیاز و شرف حاصل نہیں هوسکتا' کیونکه اس سے مقصود صرف یه ہے که تم باهم ایک دوسرے سے شناخت کیے جاو - ورنه تم میں سب سے زیاده الله کے آگے افضل وهي ہے جو سب سے زیاده متقي اور نیک اعمال ہے ! "

اور اسکا اعلان مساوات صرف مکه اور حجاز هي کیلیے نه تها بلکه تمام عالم کیلیے تها !!

اسلام صرف وطن هي کي محبت لیکر نہیں آیا - اُسکے پاس تمام عالم کے عشق کا پیغام ہے - اس نے جو کچهه کیا تمام عالم کیلیے کیا' اور صرف وهي تها جو یه کرسکا : وما ارسلناک الا کافة للناس بشیرا ونذیرا (۳۴ : ۲۳) دنیا کا خدا " رب العالمین " تها' جسکي ربوبیت عامه میں کوئي خصوصیت وطن و مقام نہیں - پس اسکا پیغام امن و نجات بهي " رحمة للعالمین " هوکر آیا که : وما ارسلناک الا رحمة للعالمین (۲۲ : ۱۰۷) -

(۴) اگر یورپ مساوات انساني کے اصلی راز کو پالیتا تو اشتراکیة (سوشیلزم) کي بنیاد نه پڑتي - امرا کے اقتدار' دولت کي ظالمانه تقسیم' طبقات عامه کي تذلیل و تحقیر' ارباب اقتدار کا استبداد' جماعات و افراد کا قانوني امتیاز' یه اور اسي طرح کے اسباب هیں' جنکي وجه سے اشتراکیة کي بنیاد پڑي اور روز بروز بڑهتي جاتي ہے - یورپ سے ادعاء مساوات کی سماعت کرتے هوے کوئی وجه نہیں که هم اشتراکیه کي شہادت سے کان بند کرلیں - ابهي لوگوں نے دو سال پیشتر کا وه موقعه بهلایا نہوگا جب مسٹر (لائڈ جارج) نے امراء انگلستان کے ٹیکس سے بري هونے کے خلاف سعي کي تهي اور اسکي وجه سے طبقهٔ خواص میں ایک سخت جوش پهیل گیا تها -

(رجوع به مباحث بقیه)

پس ان مباحث کے بعد اب همارے لیے صرف دو منزلیں اور باقي رهگئي هیں :

(۱) حکم " مشوره " اور " اصول شوراء اسلامیه " - اسکے ضمن میں اُن آیات کریمه پر ایک مفسرانه نظر ڈالني چاهیے جن میں حکم شوری دیا گیا ہے -

(۲) بعض شکوک و اعتراضات کي تحقیق جو اس بارے میں پیدا هوئے هیں - ازانجمله وه شبہات جو انقلاب عثماني کے زمانے میں بعض جرائد و مجلات میں شائع هوے تهے' اور حال میں ایک تحریر کے ذریعه انکا اعاده بهي کیا گیا ہے - یه تحریر روزانه (پیسه اخبار) لاهور میں شائع هوي ہے -

اگلے نمبر سے هم ان دونوں بحثوں کے طرف متوجه هونگے - والله الهادي' و علیه اعتمادي -

مراسلات

تاریخ حیات اسلامیہ

الہلال اور پریس ایکت

(دعوة دينيه الہلال)

ایک مشہور بزرگ ملت تحریر فرماتے ہیں :

الہلال آغاز اشاعت سے میری نظر سے گذرتا ہے - اور ہم از کم کوئی تحریر جناب کے قلم سے اسمیں ایسی نہیں نکلی ہے جس کو میں نے اول سے آخر تک بغور و فکر نہ پڑھا ہو - میرا یہ عقیدہ ہے کہ آج نہ صرف ہندوستان میں ' بلکہ ممالک اسلامیہ میں بھی کوئی رسالہ ایسا موجود نہیں ہے جو مثل الہلال کے اسلام کی اصلی او ر حقیقی دعوت کا احیاء کرتا ہو -

آپکی تحریرات سے واضح ہوتا ہے کہ آپکا نقطۂ نظر صرف مذہب اور قران ہے اور الله تعالی نے آپکو یہ ایک مخصوص قابلیت عطا فرمائی ہے کہ ہر معاملے اور مسئلہ پر مذہب ہی کے لحاظ سے نظر ڈالتے ہیں' اور آپ سے بہتر آجتک کسی نے اس دعوے کا ثبوت پیش نہیں کیا ہے کہ قران مسلمانوں کی تمام ضروریات ترقی پر جامع ہے - اس بنا پر گو الہلال کا انداز بحث بے باک اور اظہار صداقت و حق گوئی تلخ تھی' تاہم وہ تبلیغ اسلام کا ایک ارگن تھا ' اور مجھکو کبھی یہ خطرہ نہیں گذرا تھا کہ گورنمنت اسکی نسبت بھی ضمانت کا سوال اتھائیگی -

اس خیال کا ثبوت پچھلے پندرہ مہینوں میں برابر ملتا رہا - الہلال نے ہر موقعہ اور ہر معاملہ پر اسقدر بے لاگ اور بے پردہ حق گوئی کی کہ آجتک اسکی مثال میری نظر میں تو کوئی نہیں - آجکل کی ازادی کے جوش و خروش میں بھی کسی کو اسکی جرات نہیں ہو سکتی - لیکن وہ حق گوئی بہ حیثیت پولیٹکل نکتہ چینی کے نہ تھی بلکہ بہ حیثیت ایک دینی داعی کے تھی اور ہم نے ہمیشہ گورنمنت کی خاموشی کو اسی دانشمندی پر محمول کیا کہ وہ حقیقت سے واقف اور اسکی حیثیت سے با خبر ہے اور اسی لیے الہلال کے کاموں میں مداخلت کر کے تمام پیروان اسلام کی اصلاح و دعوت کے سب سے بڑے کام کو نقصان پہنچانا پسند نہیں کرتی -

جناب کو معلوم ہے کہ بعض امور و مسائل کے متعلق خاکسار کو الہلال سے اختلاف رہا ہے اور دو تین مرتبہ اسکی نسبت بالمشافہ اور بذریعہ مراسلات اپنی معروضات پیش بھی کرچکا ہوں - مثلاً جناب نے اشاعت الہلال کے ساتھہ ہی اس بحث کو چھیڑا کہ مسلمانوں کیلیے سلف گورنمنت کی خواہش ضروری ہے ' حالانکہ میں اپنے عقیدے میں اب تک اسے قبل از وقت سمجھتا ہوں او ر سر دست اُن معاملات کو ہندو مسلمانوں کی متحدہ جدو جہد کا مستحق سمجھتا ہوں جنکے نتائج کے حصول پر سلف گورنمنت کا ملنا موقوف ہے - با ایں ہمہ آپنے اس مبحث کو مثل تمام لوگوں کے محض اجکل کے لبرل خیالات یا ہندو بھائیوں کی دیکھا دیکھی او ر یورپ کی ازادی کے اتباع کی بنا پر نہیں لکھا' بلکہ اسکو مذہبی حیثیت سے ثابت کیا اور ظاہر فرمایا کہ ہر مسلمان کا بحیثیت مسلمان ہونے کے فرض ہے کہ وہ ایسا چاہے - جب یہ صورت پیش آئی تو میں نے آپ کو لکھدیا کہ گو میری رائے میں ابتک کچھہ تزلزل نہیں ہوا تاہم آپنے جس خوبی او ر دلنشیں طریقہ سے اسکا مذہبی و اسلامی پہلو بیان کیا ہے اس نے میرے دل کو نہایت متاثر کیا اور میں اب اسکو مذہباً مسلمانوں کا ایک دینی مطالبہ یقین کرتا ہوں مگر اسکی جد و جہد کا وقت یہ نہیں سمجھتا -

آپنے گو اپنی اس تحریک میں کامیابی حاصل کی اور آل انڈیا مسلم لیگ کو انقلاب پر مجبور کردیا تاہم واقعات سے آپ پر منکشف ہوگیا ہوگا یا آئندہ ہو جائگا کہ صرف سلف گورنمنت کے تصور سے کچھہ نہیں ہوسکتا -

بہر حال الہلال ہمارا ایک دینی مصلح ہے - وہ مسلمانوں کو عمل بالقران و السنة کی کامل و اکمل دعوت دیتا ہے - اللہ نے اسکے ساتھہ جو اسباب اثر و حسن قبول کے جمع کردیے ہیں ' وہ آجتک کسی اہل قلم کو ہندوستان میں نصیب نہیں ہوے - پس اسکے وجود کے قیام سے بڑھکر کوئی اہم مسئلہ آج در پیش نہیں - کیونکہ عرصے کے بعد یہی ایک حقیقی اور مفید بیج ہے جو ہم اپنی زمین میں بو سکے ہیں -

ہماری تمام مفید تحریکوں اور کاموں کے قیام کا یہی وسیلہ ہے اور خدا نخواستہ اگر اسکی حفاظت نہ کرسکے تو پھر تمام مسلمان اپنی سب سے بڑی دینی و قومی دولت کھو بیٹھیں گے - الہلال جیسے رسائل بمنزلۂ جڑ کے ہوتے ہیں اور ترقی کی تمام توقعات مثل شاخوں کے - سب سے پہلے جڑ کی حفاظت چاہیے ' پھر شاخوں کی - . . . .

. . . .

معلوم ہوتا ہے کہ بد قسمتی سے جو غلط پالیسی اس وقت ہمارے صوبے نے اختیار کر رکھی ہے اور جس کی پیروی پنجاب نے بھی کی ہے ' اسکا اثر آپکی گورنمنت بنگال تک پہنچ گیا ہے - اور وہ دانشمندی اور پر مصلحت پالیسی جو اب تک اُس نے الہلال کے متعلق اختیار کر رکھی تھی ' اب افسوس ناک طریقہ سے بدل دی گئی ہے - اسی کا نتیجہ ہے کہ الہلال کا ایک پرچہ ضبط کر لیا گیا اور پھر ضمانت طلب کی گئی - جس مضمون کی بنا پر یہ ضبطی عمل میں آئی ہے ' اسمیں اول سے لیکر آخر تک ایک سطر بھی ایسی نہیں ہے جس سے تاج برطانیہ کی وفاداری پر حرف آتا ہو - البتہ صوبجات متحدہ کے حکام پر نکتہ چینی کی ہے او ر اگر حکام کی شکایت بھی تاج کی وفاداری کے خلاف ہے تو پھر تو واقعی ہندوستان میں زندگی بسر کرنا ہمارے لیے دشوار ہوگیا - گورنمنت اخبارات کے معاملے میں سخت غلطی کررہی ہے - اسکے

مشیر اسکے خیر خواہ نہیں اور سچے خیر خواھوں سے وہ بد ظن ھے - اب تک اُس نے پنجاب کے اخبارات کو پریس ایکٹ کا نشانہ بنایا تھا لیکن اب الہلال کی جانب متوجہ ہوکر اپنی غلطي کو انتہائي درجہ تک پہنچا دیا ھے - اسکا نتیجہ یہي نکلے گا کہ مسلمانوں کي بے چیني لا علاج هوجائیگي - انکو اس وقت الہلال سے بڑھکر کوئي شے محبوب نہیں - میں اُن علما و صوفیاء سے واقف ھوں جو الہلال کي جلدیں بنوا کر اس احتیاط سے اپنے حجروں میں رکھتے ھیں' جیسے مقدس کتابیں یا اپنا عمر بھر کا اندوختہ کوئي رکھتا - ھے جس دن الہلال خاکسار کے یہاں آتا ھے ' یقین فرمائیے کہ اس دن کم از کم پچاس ساٹھہ آدمي اُسکي زیارت کیلیے آتے ھیں اور برخوردار .... اسکو چھپاے پھرتا ھے کہ کہیں لوگ لے نہ لیں ! هفتہ بھر تک ھر شخص کي درخواست هوتي ھے کہ سب سے پہلے اسي کو دیکھنے کا موقعہ دیا جاے - پچھلے دنوں ایک عزیز دوست مدراس سے آئے تھے - انہوں نے اس سے بھی بڑھکر عجیب و غریب شوق و عشق کے واقعات چشم دید بتلاے تھے -

ایسي حالت میں اس کارروائي سے ظاھر ھے کہ مسلمانوں میں ھر درجے کے لوگوں میں گورنمنٹ کي طرف سے کیسی افسوس ناک بدظني پیدا هوجائیگي ؟ لوگ سمجھیں گے کہ گورنمنٹ اب اسکو بھي پسند نہیں کرتي کہ اسلام کا کوي دیني ارگن اپنے قوم و ملۃ کي اصلاح کرے -

مسلمانوں کي وفاداري کي طرف سے خواہ نخواہ گورنمنٹ متردد هوتي ھے - گورنمنٹ کے ارکان و مشیروں کو معلوم نہیں کہ الہلال نے دنیا میں آتے هي اپني تعلیم کے متعلق کیا کہا تھا ؟ الہلال کي جلد اول کي کسي اشاعت میں آپنے کسي بزرگ کے خط کے جواب میں ایک لیڈنگ ارٹیکل لکھا تھا - اسمیں لکھا تھا کہ " گورنمنٹ کو چاھیے کہ وہ ھمیں اسلامي تعلیم کي نشر و اشاعت کرنے دے کیونکہ اسکے لیے بھي سب سے زیادہ بہتري اسي میں ھے - اسکو معلوم هونا چاھیے کہ جس شخص کا ھاتھہ قران کریم سے رکا هوا هوگا وہ بغاوت کا بم نہیں پکڑ سکتا "

مجکو اصلي الفاظ یاد نہیں مگر قریب قریب یہي الفاظ تھے - پس کتني صحیح اور سچي بات تھي جو الہلال نے پہلے هي ظاھر کردي ھے - اسلام ایک دعوت امن ھے اور الہلال اسکي طرف داعي ھے - پھر ظاھر ھے کہ اس سے بڑھکر سچي اور مستحکم وفاداري کا داعي کون هوسکتا ھے ؟

تمام دنیا اگر ھزار مرتبہ وفاداري کا وعظ کرے تو هم پر اتنا اثر نہیں پڑسکتا ' جس قدر الہلال کے اس ایک جملہ سے هوتا ھے - کیونکہ مسلمان ھر چیز کو مذھب کي راہ سے قبول کرتے ھیں اور چونکہ الہلال کو مذھبي عقیدت سے دیکھتے ھیں اسلیے اسکے ھر حکم کو ماننا فرض سمجھتے ھیں - پھر یہ کیسي شدید غلطي ھے کہ گورنمنٹ اپني اصلي وفاداري (نہ کہ غلامانہ و خوشامدانہ) کي تعلیم کے تنہا ذریعہ سے ' احسانمند هونے کي جگہ اور مخالف ھو رھي ھے ؟

میرا یہ عریضہ بہت بڑھگیا - اپنے خیالات سے مجبور تھا - الہلال کے متعلق اگر عرض کرنا چاھوں تو ایک دفتر طیار هوجاے کیونکہ صدھا خیالات اسکي نسبت میرے دماغ میں گزرتے ھیں -

خیر جناب نے تو روپیہ داخل کردیا اور آیندہ کیلیے بھي انشاء اللہ وھي ذات اپکے مقدس کاموں کی حافظ و ناصر ھے ' جسکي تعلیم کو پھیلا نا آپ اپني زندگي کا مقصد سمجھتے ھیں اور جسکي راہ میں آپنے اپني جان و مال تک کو لگا دیا ھے - خدا گورنمنٹ کے حکام کو نیک سمجھہ دے - در اصل یہ ھماري هي شامت اعمال ھے کہ بعض حکام کي سمجھہ اولٹي ھوگئي ھے - وہ ایک الہلال کي وجہ سے کروروں مسلمان دلوں کو صدمہ پہنچانا چاھتے ھیں -

میں نے یہ واقعہ سنتے هي تار دیا تھا کہ اعانتي فنڈ کھولا جاے لیکن جناب نے اسکو غیر ضروري بتلا یا - لیکن الحمد للہ کہ اب انجمن دفاع حقوق مطابع کے قیام کا اپنے اعلان فرمایا ھے اور یہ وہ تحریک ھے جو خود خاکسار کے پیش نظر تھي اور عنقریب اسکے متعلق ایک چٹھي اخبار ھمدرد دھلي کو لکھنا چاھتا تھا - بہر حال ١٥ - روپیہ کي حقیر رقم اس مد میں قبول کیجیے - ایندہ انجمن مذکور کي نسبت بعض ضروري امور عرض کرونگا و السلام

(الہلال)

اگرچہ اس گرامي نامہ میں اعلان نام کي نسبت کوئي ممانعت نہ تھي ' مگر بعض وجوہ سے یہ فقیر خود مناسب نہیں سمجھتا کہ اسکا اعلان کیا جاے - اصل شے خیالات ھیں جنکي اشاعت کي نسبت اُنکا ارشاد تھا ' اور بعض مقامات کے حذف کے بعد اسکي تعمیل کر دي گئي - آغاز اشاعت (الہلال) سے ابتک ھزاروں مکاتبات و رسائل آ چکے ھیں ' جن میں از راہ لطف و کرم الہلال اور اسکے کاموں کے متعلق اظہار حسن ظن کیا گیا ھے ' غیر معمولي توصیف و تمدیح کا مستحق قرار دیا ھے' اور اُس شوق و ذوق کا تذکرہ کیا ھے ' جو الہلال کے ساتھہ اُن بزرگوں کو ھے - لیکن ھمیشہ انکي اشاعت کو فقیر نے غیر ضروري سمجھا ' اور ھمیشہ شکریہ کے ساتھہ معذرت کردي کہ انکي اشاعت سے مجبور ھوں -

لیکن اب واقعہ ضمانت کے ضمن میں اسطرح کے جو خیالات ظاھر کیے جاتے ھیں ' انکو ایک حد تک حذف کر دینے کے بعد شایع کر دیتا ھوں کہ بزرگوں کے اظہار لطف و کرم کے مقابلے میں اسدرجہ انکار ' فی الحقیقت کفران نعمت و نا شکرگزاري میں داخل ھے -

(١) " سلف گورنمنٹ " کے متعلق جناب نے تحریر فرمایا ھے - گذارش ھے کہ میں تو اپني راے پر بحمد للہ کہ بدستور قائم ھوں کیونکہ وہ راے میري نہیں ھے بلکہ تعلیم اسلامي سے ماخوذ ھے - رھا مصالح وقت اور مسلم لیگ کي حالت - تو یہ تو میں نے کبھي بھي عرض نہیں کیا تھا کہ مسلم لیگ صرف اپنے مقاصد کے صفحات پر چند سطرین سوٹ ابل سیلف گورنمنٹ کي بھي بڑھا لے اور اسکے بعد پھر کنج بے عملي و تعطل میں معتکف ھو جاے - اصل شے کام اور کارکن افراد کا اجتماع ' نیز ایک اصول و نصب العین کے ماتحت تمام معاملات ملکي میں ازادي و سرگرمي سے حصہ لینا ھے - لیکن اب تک ان امور سے ویسي هي محروم ھے جیسي کہ ھمیشہ سے تھي ' اور جب تک اسکے عناصر و اجزاے کار کا مسئلہ صاف نہوگا یہي حالت رھیگی -

(٢) جناب نے الہلال کی جلد اول کی جس اشاعت کا حوالہ دیا ھے وہ نمبر (٩) اشاعت ٨ - ستمبر سنہ ١٩١٢ ھے - اس موقعہ کے اصلي الفاظ یہ ھیں :

" گورنمنٹ کو بھي یاد رکھنا چاھیے کہ اگر ھم مسلمان سچے مسلمان ھو جائیں تو جس قدر اپنے نفس کیلیے مفید ھوں ' اتنے هي گورنمنٹ کیلیے ' اور اسي قدر اپنے ھمسایوں کیلیے - اسکو بھولنا نہیں چاھیے کہ اگر ھم سچے مسلمان ھونگے تو ھمارے ھاتھہ میں قران ھوگا اور جو ھاتھہ قران سے رکا ھو ' وہ بم کا گولا یا ریوالور نہیں پکڑ سکتا -

البته یه بهي سمجهه لینا چاهیے که اسلام نے هم کو آزادي بخشنے اور آزادي کے حاصل کرنے ' دونوں کي تعلیم دي هے - هم جب حاکم تهے تو هم نے آزادي دي تهي ' اور اب هم محکوم هیں تو وهي چیز طلب کرتے هیں - هم خدا کي مرضي اسي میں یقین کرتے هیں که قوموں اور ملکوں کو اپنے اوپر حکومت کرنے کیلیے طیار کیا جاے - یورپ خود اسي اصول پر کار بند هوکر ازادي حاصل کرچکا هے - پس هم انگلستان سے آج اسي شے کے طلبگار هیں جس کیلیے کل تک وه خود بهي بیقرار تها -

بیشک ' اگر اسلام کے ماتحت پالیٹکس کي راه همارے سامنے هوگي تو هم ایک طاقتور گروه هونگے - بے خوف هونگے اور اظهار حق میں بے باک هونگے - کیونکه هم مسلمان خدا کے سوا کسي سے نهیں ڈرتے ' لیکن اسلام هی کے بتلاے هوے اصولوں کی وجه سے قانون اور تحت حکومت بهی هماري طرف سے بالکل بے خطر هوگا - چونکه هماري راه صاف اور غیر مشتبه هوگی ' اسلیے هماري نیت اور هماري زبان بهی ایک هوگی - هم جوش میں بهی آئیں گے لیکن همارا جوش قانون اور حفظ امن کے اندر هوگا - کیونکه خدا نے هم سے کها هے که زمین پر فساد نه کرو -

اب تک مسلمانوں کے جو لیڈر قوم کو چپ اور غافل رکهنے کي کوشش کرتے رهے ' وه اندر هی اندر پهوڑے کو پکانا اور راکهه کے اندر چنگاریوں کو دبانا چاهتے تهے ' لیکن اگر هم اس راه پر آ گئے تو همارے زخم دل میں پوشیده نهیں ' بلکه کهلے هوے چهرے پر هونگے - هماري شکایتوں کے پهوڑے اندر هي اندر پک کر جسم امن و قانون کو نقصان نهیں پهنچائیں گے ' بلکه ٹوٹ کر بهه جائیں گے - هم شور ضرور مچائیں گے مگر دل میں پهر کچهه باقي نه رهیگا - فریاد ضرور کرینگے مگر اپنے اندر شکایتوں کي آگ نهیں پالیں گے -

پس گورنمنٹ کیلیے مصلحت اسي میں هے که همکو سچا مسلمان بننے کیلیے چهوڑ دے ' کیونکه مسلمان هونے کے بعد هم اپنے نفس کیلیے اور نیز تمام عالم کیلیے یکساں طور پر ایک مفید هستي بن سکتے هیں - "

(الهلال جلد اول نمبر : ۹ - صفحه : ۸ -)

لیکن اصل یه هے که اب همارے حکام کا معیار وفاداري اس قدیمي اور قدرتي معیار وفا و بے وفائي سے بالکل مختلف اور ناممکن الفهم هے ' جو دنیا نے همیشه سمجها هے ' اور هم بهي برجه عقل و ادراک رکهنے کے سمجهتے هیں - پس اب ان فکروں میں پڑنا هي نهیں چاهیے - حق اور صداقت انسان کي غلط فهمیوں کے حد ضرر سے بهت اونچي هے - جو لوگ کام کرنا چاهتے هیں وه صرف اپنے کام هي کو دیکهیں اور هر طرف سے آنکهیں بند کرلیں :

و عسی ان تکرهوا شیئاً و هو خیرا لکم ' و عسی ان تحبوا شئیاً و هو شر لکم و الله یعلم و انتم لا تعلمون ! (۲ : ۱۲۲)

ادبیات

احرار قوم

اور طفل سیاست

یه اعتراض آپ کا بیشک صحیح هے : * احرار قوم میں هیں بهت خامیاں ابهي
چلتے هیں تهوڑي دور هر ایک راهرو کے ساتهه * گم کشته طریق هے یه کارواں ابهي
زود اعتقادیاں هیں ' تلوں هے ' وهم هے * هو جاتے هیں هر ایک سے یه بد گماں ابهي
دل میں نه عزم هے نه ارادوں میں هے ثبات * جهیلے نهیں هیں معرکه امتحاں ابهي
بے اعتدالیاں هیں اداے کلام میں * باهر هے اختیار سے ان کے زباں بهي
هر دم هیں گو مسایل ملکي زباں پر * ان میں سے ایک بهي تو نهیں نکته داں ابهي

* * *

یه سب بجا درست ' مگر سچ جو پوچهیے * جو کچهه که هے ' یه هے اثر رفتگاں ابهي
یه هے اسي سیاست پارینه کا اثر * گو شمع بجهه چکي هے مگر هے دهواں ابهي
موزوں نهیں هے جنبش اعضا تو کیا عجب * شب کے خمار کي هیں یه انگڑائیاں ابهي
چلنے میں لڑکهڑاتے هیں اک اک قدم په پانوں * چهوٹے هیں قید سخت سے یه خسته جاں ابهي
بیکار کردیے تهے جو خود بازوے عمل * گو کهینچتے هیں ' پر نهیں کهنچتي کماں ابهي
آئے کهاں سے قوت رفتار پانؤں میں * کچهه بیڑیاں هیں پانؤں کي بند گراں ابهي
غوں غاں هے ' کچهه مباحث ملکي نهیں هیں یه * ایک طفل هے سیاست هندوستاں ابهي

(شبلي نعماني)

ترجمه اردو تفسیر کبیر

جسکي نصف قیمت اعانۀ مهاجرین عثمانیه میں شامل کي جالیگي - قیمت حصۀ اول ۲ - روپیه - ادارۀ الهلال سے طلب کیجیے -

(دعوة الهيه الهلال)

طبا لع جز کشش کارے ندانند
حکیماں ایں کشش را عشق خوانند

جناب فاضل اجل، مصلح اُمت، طبیب ملت، حکیم اخلاق، فخر اسلام، مولانا ابوالکلام - السلام علیک و رحمة الله و برکاته -

میں ادھر سفر کی کشا کش میں مبتلا رہا ہوں - اخبارروں کے دیکھنے کا موقع نہیں مل سکا -

آج "الہلال پریس کی ضمانت" کا حال الہلال میں پڑھکر ایک عجیب حالت کا ورود ہوا - متضاد کیفیتوں کا اجتماع ایک وقت میں ممتنع الوقوع سمجھا جاتا ہے لیکن طرفہ یہ ہے کہ میرے دل و دماغ میں دو متضاد کیفیتوں کا اجتماع ہوگیا : حزن و ملال بھی اور فرح و سرور بھی !!

حزن اسلیے کہ ایک طائر سدرہ پرواز کو (جسکی صفیر پر طائران سفلی بھی پر افشانی کو طیار ہیں) دام میں لانے اور قفس میں بند رکھنے کی کوشش کی گئی -

فرح و سرور اسلیے کہ جناب اوس منزل تک پہونچ گئے جس منزل سے انبیا و صدیقین، و شہدا کو سابقہ پڑتا رہا ہے - اگر خدا کو منظور ہے تو آگے کامیابی ہی کامیابی ہے :

در پس ہر گریہ آخر خندۂ ایست

ان دونوں کیفیتوں کی حالت میں متحیر تھا کہ جناب کو لکھوں تو کیا لکھوں ؟ ہمدردی کا عریضہ یا مسرت کی مبارک باد ؟

بڑی سونچ اور غور کے بعد مبارکباد عرض کرتا ہوں - اگر تاریکی ضلالت قوم کو قاطبةً نہ گھیر لے، تو طلوع آفتاب ہدایت کی امید اور روشنی پھیلنے کی توقع کیونکر ہوسکتی ہے ؟ اگر کانٹوں کا لحاظ رکھا جائے تو پھولوں تک کب ہاتھہ پہونچ سکتا ہے ؟ جس کام میں ہاتھہ ڈالا جائے بشرطیکہ طالب صادق ہو، تکالیف کی منازل طے کرتے ہوئے گوہر مقصود کو حاصل کر لینا لازمی ہے - بہر حال ضمانت ایک نیک خیال ہے - خدا مبارک کرے -

ابراہیم خلیل الله علیه السلام ہدایت کے لیے اوٹھہ کھڑے ہوے تو کیا کیا مصائب نہ پیش آئے ؟ آگ میں ڈالے گئے، وطن سے نکالے گئے، سب کچھہ ہوا، مگر خدا نے ساتھہ نہ چھوڑا - خدا کی یاری اور یاوری سے غالب و منصور ہوکر رہے -

اس واقعہ کی مشاکلت و مماثلت حضرت پیغمبر آخر الزمان روحی فداہ وصلی الله علیه و آله و صحبه و سلم سے ہے کہ جب آپ نے ہدایت کی آواز بلند کی تو ایذا رسانی کے لیے قوم اوٹھہ کھڑی ہوئی - باقاعدہ اور مکمل کمیٹی بنائی گئی جسکا میر مجلس ابو لہب تھا، اور مکہ کے سردار اسکے ممبر تھے - ریزولیوشن یہ پاس ہوا کہ محمد (صلعم) کو ہر طرح سے دق کیا جائے - بات بات میں اسکی ہنسی اوڑائی جائے - تمسخر اور ایذا سے اسے سخت تکالیف دیجائے - اُنہیں سچا سمجھنے والوں کو بھی انتہا درجہ کی تکالیف میں مبتلا کیا جائے - اس تجویز پر جسقدر عمل ہوا، ماہرین فن تاریخ و سیر سے پوشیدہ نہیں - بسا اوقات نبی کے راستے میں کانٹے بچھائے جاتے تاکہ رات کی اندھیاری میں آپ کے پاؤں زخمی ہوں - گھر کے دروازے پر کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا تاکہ صحت و جمعیت خاطر میں خلل پیدا ہو - لیکن تاہم خدا نے تو ساتھہ نہ چھوڑا - آپ غالب اور منصور رہے - بلکہ: تبت یدا ابی لہب و تب، ما اغنی عنه ماله وما کسب، سیصلی ناراً ذات لہب و امراته، حمالة الحطب فی جیدها حبل من مسد -

اگر الہلال کی حالت کو اُن واقعات سے تطبیق دیجائے تو پوری مطابقت ہوتی ہے - الہلال کی پہلی آواز ہدایت نے کلوخ در خانۂ زنبور کا کام کیا - سربرآوردگان قوم بگڑے، تخریب کے لیے اوٹھہ کھڑے ہوے - مگر خدا نے ساتھہ نہ چھوڑا - مجھے لکھنو کا گمنام خط (جو الہلال کی پہلی جلد کے کسی پرچہ میں شائع ہوا تھا) نہیں بھولتا جس سے ابو لہب کی یاد تازہ ہوجاتی ہے - با ایں ہمہ الہلال کی روش میں کوئی فرق نہ آیا اور وہ اپنا کام کیے چلا جاتا ہے :

زعشق آفاق را پر دود کرده
خرد را چشم خواب آلود کرده

اگر اب ضمانت لی جاتی ہے تو لی جائے، تاہم الہلال سے امید ہے کہ وہ ہدایت عامہ سے باز نہیں رہیگا -

امام محمد ابن اسمعیل بخاری رحمة الله علیه کو امیر بخارا نے کہلا بھیجا کہ حدیث اور تاریخ نبوی محل شاہی میں سنا جایا کریں - آپ نے جواب دیا کہ میں علم کی ذلت گوارا کرنا نہیں چاہتا - مسجد میں آکر سنا کریں - امیر نے کہا کہ جب تک میں اور میرے شاہزادے مسجد میں رہا کریں مجلس عام نہو - امام نے فرمایا کہ میں ہدایت نبوی کو محدود نہیں کرسکتا - اگر مجلس کی بندش کا حکم دے دیں تو یہ دوسری بات ہے - مجھکو بھی خدا کے نزدیک عذر کا موقع ملجائیگا - امیر نے امام کو خارج البلد کردیا، وہ تکلیف سفر کو مرحبا اور آسائش وطن کو خیرباد کہتے ہوئے چلدیے مگر کلمۂ حق نہ بیچا - لیکن پھر کیا ہوا ؟ ہر طرف سے نزول تجلیات و برکات آلہی تھا !!

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا * جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

گورنمنٹ اظہار عقائد مذہبی اور تبلیغ ہدایت دینی میں دخیل نہیں ہوتی - یہ جو کچھہ ہو رہا ہے ہمارے ہی یاران طریقت کی کوشش کا نتیجہ ہے -

البصائر کا سخت انتظار ہے اور اب بے تابی کی حد تک پہونچ گیا ہے -

تیغ ہندی و خنجر رومی * نکند آنچہ انتظار کند

(حکیم غلام غوث طبیب ریاست بہاولپور)

السلام علیکم رحمة الله و برکاته - اخبارروں کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ الہلال کے لیے دو ہزار کی ضمانت طلب کی گئی ہے - اس خبر کے دیکھنے سے نہایت سخت صدمہ گزرا - قبل ازیں اخبار ہمدرد و کامریڈ سے بھی طلب کی گئی تھی - افسوس ہے کہ ایسے نامی گرامی رسائل جو نہ صرف اخباری حیثیت ہی سے اعلی درجہ کے ہیں، بلکہ ہم مسلمانوں کے لیے باعث ترقی و بہبودی ہیں، ہر طرف سے بحر الم میں گرے ہوے نظر آتے ہیں - خدا اس کشیدگی کو دور کرے اور حاکم و محکوم میں اخلاص و اتحاد پیدا ہو - الہلال کے متعلق ہم لوگوں کا افسوس اسلیے بھی شدید ہے کہ ہم اُسے محض ایک اخبار کی حیثیت سے نہیں دیکھتے بلکہ فی الحقیقت وہ ہمارا ایک دینی مصلح اور مذہبی معلم ہے، اور خدا نخواستہ اگر ہم اس سے محروم ہوگئے تو یہ ہماری انتہائی بد قسمتی ہوگی - دو ہزار کا فراہم ہوجانا باہمت لوگوں کے لیے کوئی بڑی بات نہیں - اگر ہر خریدار صرف ایک ہی روپیہ اس فنڈ میں دیدے تو بھی مطلوبہ رقم سے زیادہ رقم جمع ہو جا سکتی ہے :

قطرہ قطرہ بہم شود دریا

اگرچہ تقریباً دو سال سے ہم مسلمانوں نے مختلف چندوں مثلاً طرابلس، ترکی مہاجرین، و کانپور فنڈ میں اپنی ہمت سے

زیدہ دیگر قومي همدردي کا ثبوت دیا هے ' لیکن امید هے که با همت حضرات اس موقعه پر بهي اپني غیرت دیني کا ثبوت دینگے - فدوي قبل ازیں اپني بساط کے موافق هر ایک فنڈ میں جو کچهه هوسکا شرکت کرچکا هے - آج پانچ روپیه کا مني آڈر ارسال خدمت گرامي هے اور امید وار که یه ناچیز رقم الهلال ضمانت فنڈ میں داخل کرکے ممنون و مشکور فرمائینگے -

(محمد عبد الواحد - سوداگر سکندرا باد - دکن)

حضرت مولانا ! رساله الهلال نمبر ۱۳ - میں شذرن داخلیه کے زیرعنوان بمجرد قرأة (الهلال پریس کي ضمانت) سخت افسوس هوا ' اور معاً دل میں یه خدشه پیدا هوا که اب الهلال جیسے زنده اور مصلح مسلمین رساله کے بهي نشانۂ حکومت هو جانے کے بعد اخوان دیني پهر آسي فلاکت و ادبار کے تاریک گڑهے میں جا پڑینگے ' اور پهر انکي غفلت سابق مصر لا حق پر چها جائیگي ' کیونکه اب الهلال کي غفلة شکن تحریریں اور ولوله خیز اور حیات افزا الهامي اثر کے مقالات بعض عمال سلطنت کے جبر سے مسلمانوں کے گوش زد نه هوسکیں گے اور چار ناچار الهلال کو طرز بیان اور پرایۂ زبان بدلدینا پڑےگا - اس خدشه کے پیدا هوتے هي میں نے افسردگي کے ساتهه پرچه رکهدیا اور دل بیٹهه گیا - وکفي بالله شهیدا که هم اور نه صرف هم بلکه حضرت والد صاحب مدظله بهي آبدیده هوگئے اور مشار الیه نے عرصه تک افسوس فرمانیکے بعد دعا فرمائي که خداوندا ! اپني نصرت غیبي الهلال کے شامل حال رکهه کیونکه وه خلوص دل سے تیرے دین کا مددگار اور تیري مرضات کا طالب هے -

خاکسار کي نظر دیر تک الهلال پر گڑي رهي - لیکن پهر الهلال کي دلاویزي مجبور کن هوئي که کم از کم ایک نظر تو ڈال لو - با دل ناخواسته اٹهایا اور آسي ضمانت ستاني کے مضمون پر نظر پڑي - لیکن چند الفاظ کے پڑهتے هي اپ کے صبر و شکر ' همة و استقلال ' عزم مصمم ' و ثبات اراده نے میرے پژ مرده دل کو شاداب کردیا اور میں ایک بے اختیارانه جوش کے ساتهه اٹهه بیٹها - پهر تو وهي میں تها اور وهي الهلال - وهي نگاه شوق تهي اور وهي اسکا مجذوب و مطلوب - دل بڑهه گیا ' همة بلند هوگئي ' اول سے آخر تک پڑهه گیا ' باغ امید کو سر سبز پایا اور سابق کي طرح آج بهي نخل مراد کو بارور دیکها ' فالحمد الله علی ذالک -

ابو تراب عبد الرحمن گیلانوي
گیلاني - مونگیر

" الهلال " سے ضمانت طلب هولي - مجکو آپکي وه درد انگیز دعا یاد هے جو الهلال کے صفحوں پر همیشه مانگي گئي هے که " خدا تعالی آزمایشوں میں مجهے ڈالے ' تاکه میرے دائي استقامت کا اندازه هو " یه اسکي استجابت کا آغاز هے اگرچه في الحقیقت آزمائشیں تو بهت سی هوچکي هیں اور دنیا دیکهه چکي هے - یقین کیجیے که آج کروروں قلوب اسلام آپ کے ساتهه هیں ' اور آپنے جو بیج بویا تها ' وه بار آور هوچکا -

(محمد مکرم از کیرانه)

(الهلال)

میري دعائیں جن آزمائشو کیلیے هیں وه دوسري هي هیں ' اور شاید اب دور نهیں - ان چهوٹے چهوٹے واقعات کو انسے کیا نسبت ؟ انتظار کیجیے - اني معکم من المنتظرین !

جناب مولانا و بالفضل اولینا دام مجدکم - السلام علیکم ورحمة الله و برکاته - بلا شبه ضمانت جو آپ سے طلب هولي هے تمام قوم و ملت کو نهایت هي شاق هے اور ایسے هر ایک اهل دل کو اسکا رنج هے ' لیکن " عسی ان تکرهو شیا و هو خیر لکم " خدا کا کلام هے اور امید هے که اسي میں کچهه بهتري هوگي - مجهکو سخت افسوس هے که کارکنان سلطنت کیا ایسي موٹي سي بات کو بهي نهیں سمجهتے که اس ضمانت کے لیے جانے سے الهلال کے ارادت مندوں کو جو هزاروں لاکهوں کي تعداد میں هیں کیا رنج نهوگا ؟ اور اگر وه اسبات کے قائل هیں تو کیا یه امر سلطنت کے لئے کسي علاج کا باعث هوسکتا هے که صرف دو هزار روپیه کي خاطر اسقدر افراد کے دل میں سلطنت کي طرف سے رنج کا بیج بو دیں جو برگ و بار لا کر ایک درخت تناور بن جاوے اور پهر اس سے طرح طرح کے دل خور نتائج پیدا هوں ؟ زمیندار کي ضمانت ضبط هونے سے کسقدر افراد کو رنج پهونچا هے اور کیا اسقدر ناراض شخصوں کي تعداد میں هر روز اضافه هونا سلطنت کے لئے مفید نتائج کا مثمر هوسکتا هے ؟ هرگز نهیں لیکن اب انکو کون سمجهاوے ؟ خدا هي انکو عقل سلیم عطا فرمائے - که ان کارروائیوں سے درگزر کریں اور بدستور مسلمانوں کو وفادار دیں جو خود انکے حق میں مفید هے اور مسلمانوں کے اس اعتقاد کے متزلزل نهونے میں بهي ' که برٹش گورنمنٹ انکے حق میں ایه رحمت هے -

خاکسار عطا محمد عفي عنه (امرتسر)

السلام علیک - قبل ازیں ایک نیاز نامه جس میں ایک روپیه کے ٹکٹ براے ضمانت فنڈ همدرد و زمیندار تهے ارسال خدمت کرچکا هوں امید که مشرف خدمت اقدس هوا هو - قدرت حق هے که اگلا زخم بهرا نه تها که ایک اس سے بهي گهرا زخم آموجود هوا !

بهر حال جاے شکر هے که یه آزمائش هماري استقامت کیلیے صبر ربا نهیں هوسکتي - باري تعالی اپنے فضل و کرم سے اسلام اور جملـه اهل اسلام کو خیر و برکت ' فتح و ظفر ' عزت و ایمان ' عطا فرماے - آمین یا رب العالمین -

ایک روپیه بذریعه ٹکٹ ضمانت فنڈ ارسال خدمت هے -

محمد افضل - کوئٹه - بلوچستان

انڈین پریس ایسوسي ایشن

زر اعانۂ ضمانت الهلال

جو مجلس دفاع مطابع و جرائد هند کے خزینه میں منتقل کر دیا جا ئگا

(۱)

جناب حاجي مصلح الدین صاحب	۱۰۰
ایک محترم بزرگ ملت	۱۵
جناب محکم الدین محمد امین صاحب	۵۰
ایک بزرگ از علي گڈه	۱۰
ایک خاتون اسلام پرست ازحیدرآباد دکن	۱۵
جناب امداد حسین خان صاحب استیشن ماسٹر فاضلکا	۵
جناب ایچ محمد یوسف صاحب ایند کو - مدراس	۵
جناب عبد الواحد صاحب سوداگر سکندر آباد دکن	۵
جناب احمد حسین صاحب	۱

جناب مجید حسن صاحب بی اے	-	-	۲
جناب احمد علی صاحب بی اے	-	-	۱
جناب احمد بهائی صالح جی رنگون	-	-	۵
جناب احمد حسین صاحب طالبعلم ازبمبی	-	۸	-
جناب برکت الله صاحب از مدراس	-	-	۳
جناب احمد حسین خان صاحب وکیل	-	-	۲
جناب ضیاء الدین خان صاحب وکیل	-	-	۲
جناب مولانا قطب عالم شاہ صاحب	-	-	۱
جناب شاہ نظیر عالم صاحب	-	-	۱
جناب مولانا سعادت علی صاحب مدرسہ عالیہ رامپور	-	-	۱
جناب سید حسن صاحب محلہ قلعہ - ٹونک	-	-	۵
جناب حسن مرتضی صاحب امروهه	-	-	۸
جناب شمش الدین احمد صاحب ڈسٹرکٹ هسپتال علیگڈه	-	-	۱
ایک بزرگ رامپور	-	-	۱۰
جناب رب نواز خان صاحب دهلی	-	-	۱
جناب ایڈیٹر صاحب افغان پشاور	-	٦	٦

(باقی آینده)

زراعانۂ دفاع مسجد مقدس کانپور

جناب عبد الحی خانصاحب - حیدر اباد دکن	-	۷	-
جناب غلام مصطفی صاحب صیغه دار خزانه صرف خاص حضور نظام حیدر آباد دکن	-	-	۲۵
جناب منشی خان محمد صاحب - درگذی	-	-	۵
جناب منشی اسمعیل صاحب درگئی	-	-	۳
جناب منشی چراغدین صاحب درگئی	-	-	۲
جناب منشی محمد شریف صاحب	-	۱۲	-
جناب محمد عبد السلیم صاحب حیدرآباد دکن	-	-	۲
جناب سید شفقت حسین صاحب - افضل گنج - حیدر اباد دکن	-	-	۲
جناب سید حسن صاحب رضوی - ٹونک راجپوتانه	-	-	۵
غیر ر مسلمانا مانگرول بذریعه جناب محمد نظام الحق صاحب عباسی	-	-	۱۵
جوبلی اسکول بهاگلپور کے لڑکوں کی همدردی کا نتیجه	-	۳	۷
جناب حافظ چراغ الدین صاحب قریشی - اٹک	-	-	۲
جناب محمد نظام الحق صاحب عباسی مانگرول	-	-	۵
بذریعه طفیل احمد خانصاحب - گوجر ٹوله - رامپور	-	-	۴۳
جناب مرزا حبیب احمد صاحب - کتل منڈی - حیدر آباد دکن	-	۱۰	۳
جناب علاؤ الدین صاحب فرخ - بهوپال	-	۲	۱۰
جناب احمد حسن صاحب	-	-	۹

جناب محمد عبد العزیز صاحب هنسروی
بروز عیدالفطر بمقام سراله ضلع اموانی عیدگاه مسجد کانپور کیلئے
چنده جمع کیا گیا جو بذریعه منی آرڈر مبلغ ۵۲ روپیه ۷ آنه ارسال خدمت هے چنده دهندگان کی تفصیل حسب ذیل هے -

جناب محمد نظام الدین صاحب	-	-	۵
جناب شیخ نبو صاحب	-	-	۱۰
جناب محمد عنی الدین صاحب	-	-	٦
جناب محمد وزیر الدین صاحب	-	-	۱
جناب سید محبوب صاحب	-	-	۱
جناب وفادار خانصاحب	-	-	۱
جناب عظمت الله صاحب	-	-	۱
جناب شیخ سبحان صاحب	-	-	۱
جناب شیخ بهرلو صاحب	-	-	۱
جناب یسین خانصاحب	-	-	۱
متفرق	-	-	۱٦
پرده نشین خاتونان اسلام بوست	-	-	۸

جسمیں سے ۹ آنه منی آرڈر کمیشن منها کیا اور بقیه باون روپیه ارسال خدمت هے -

جناب مولوی درست محمد خانصاحب - پیش امام سورتی مسجد - منگیل بازار - برهما	-	۴	٦
مسلمانان ٹهکری واله ضلع لائل پور -	٦	۲	۳٦
بذریعه ایس - اے - رحمان صاحب بهاری - حال مقیم بلوچستان	-	-	۱۲۵
مسماة بوبو بذریعه ایچ - ابی - ایس - محمد عبد الصمد صاحب -	-	-	٦
جناب ڈاکٹر عبد الواحد جتور	-	-	۱٦
بذریعه جناب بابو سلامت ر رمضان خانصاحب	-	۱۵	۱
جناب غلام مصطفی صاحب - صیغه دار صرف خاص حضور نظام دکن	-	-	۷۵

بقیه چنده شاهجهانپور

جناب نتهے خانصاحب	-	۱	-
جناب الی خان صاحب	-	۱	-
جناب ننهے خان صاحب	-	۱	-
جناب نواز احمد صاحب	-	۱	-
جناب نتهے خان صاحب	-	۱	-
جناب ننهے خان صاحب	-	۱	-
جناب عبد الرزاق صاحب	-	۱	-
جناب طفیل صاحب	-	۱	-
جناب سدن صاحب	-	۱	-
جناب شرافت صاحب	-	۱	-
جناب نبی جان خان صاحب	-	۱	-
جناب فضل صاحب	-	۱	-
جناب احمد علی صاحب	-	۱	۱
جناب عبد الغفار صاحب	-	۱	-
جناب عزیز احمد صاحب	-	۱	-
جناب کفایت خان صاحب	-	۱	-
جناب پهندن خان صاحب	-	۱	-
جناب مرتی خان صاحب	-	۱	-
ایک مسماة	-	۱	-

بقیہ مضمون صفحہ ۳ کا

وما یضلون الا انفسہم وما یضرونک من شی' (۴ :) (۱)

راہ حق سے بہکا دینے کا ارادہ کر ہی چکا تھا - حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ یہ لوگ تمہیں تو کیا گمراہ کرینگے ؟ خود اپنے ہی کو گمراہی میں ڈال رہے ہیں - یقین رکھو کہ وہ تم کو کچھہ نقصان پہنچا نہ سکیں گے "

پھر اگر ہم لوگوں کے ارادوں اور خیالوں کا بھی مراقبہ کریں تو و اعمال تک پہنچنے کی کبھی مہلت ہی نہیں ملے -

ہم بالفعل چند کلمات اس جلسے کی نسبت کہنا چاہتے ہیں جو ہزہائنس نواب صاحب رامپور کی زیر صدارت ۲- اکتوبر کو حسب افواہ یک ہفتہ ' دہلی میں منعقد ہوا تھا - لیکن مندرجۂ صدر خیالات کی بنا پر ہم اُن تمام اخبار و معلومات سے بالکل چشم پوشی کرلینگے ' جنکی اس جلسے کے انعقاد سے پیشتر ہمیں خبر مل چکی ہے - نہ تو اس مخفی اور طلسمانہ طریق عمل پر بحث کرینگے ' جو اس جلسے کے انعقاد کیلیے اختیار کیا گیا تھا - نہ اس پر اسرار طریق دعوت شرکت پر نظر ڈالیں گے ' جسکے ذریعہ ایک خاص طبقہ کے لوگوں کوشش کرکے جمع کیا گیا - نہ (حاجی نادر علی وکیل) نامی کسی شخص کو تلاش کرینگے جو مفید اغراض شرکاء عمل کی تلاش میں بھیجا گیا تھا ' اور نہ جلسے کی اصلی غرض و غایت ' اسکی تحریک کے اسباب ' قافلۂ رفتہ کی وصیت اور کاروان موجودہ کے پیام' اور ان سب کے شان نزول کو روشنی میں لائیں گے جس کے اندر مسلمانوں کے موجودہ عہد بیداری و حرکت کیلیے بہت سی یاد گار بصیرتیں مضمر ہیں ' اور جو انسانی عصیان و تمرد کے نتائج کا نہایت ہی دلچسپ افسانہ ہے -

ان امور پر اگر نظر ڈالنی ہے تو اسکا بہتر وقت دوسرا ہے - اور شاید دور نہیں - سر دست ہم صرف اُسی چیز کو دیکھیں گے ' جو ۲ - اکتوبر کو ہمیں دکھلائی گئی ' اور بالاخر بانیان مجلس جس صورت میں اپنے تئیں پیش کرنے پر مجبور ہوگئے اور انہوں نے پیش کیا ' اُسی کو بہ کمال تجاہل و تغافل عارفانہ ' تسلیم کر لینگے :

یہ کہکے رخنے ڈالیے انکی نقاب میں
اچھے برے کا حال کھلے کیا حجاب میں

جن لوگوں کو تاریکی پسند ہے اور اپنے کاموں کو چوری چھپے کرنے پر مجبور ہیں ' بہتر ہے کہ انہیں روشنی میں لاکر پریشان نہ کیا جاے - جس کے چہرے پر داغ ہوتے ہیں ' اُسی کو برقعہ ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے - چور رات کی پچھلی پہر میں دیواروں کی آڑ سے اپنے تئیں چھپاتے ہوے نکلتے ہیں ' مگر شریف آدمی ہمیشہ دوپہر کی روشنی میں سڑکوں پر دیکھے گئے ہیں - چھپنے والوں کیلیے یہی عذاب الیم کیا کم ہے کہ وہ خود بھی اپنے کاموں کو علانیہ کرنے کے قابل نہیں پاتے ؟ انسانی ضمیر کے اسی عذاب کی طرف جا بجا قران کریم نے اشارہ کیا ہے : تری الظالمین مشفقین مما کسبوا ' وھو واقع بہم (۴۳ : ۲۱)

البتہ انسان کی اس غلطی پر ' جو شاید اسکی فطرۃ میں داخل ہے ' ہمیشہ ماتم کیا گیا ہے اور کیا جائیگا کہ وہ اپنے رازوں کو اُنسے چھپاتا ہے ' جنکے ہاتھہ میں اُسکی جزا و سزا نہیں ' پر اُس کی بالکل پروا نہیں کرتا جو اسکے جزا و سزا پر تنہا قادر ہے ' اور اسکے تمام چھپے ہوے کاموں پر سے عاقبت کار پردہ اٹھا دینے والا ہے ؟

(۱) اس آیۂ کریمہ میں در اصل آنحضرۃ (روحی فداہ) سے خاص تخاطب ہے - لیکن حالت تمام مومنوں کیلیے عام - اسی لیے اس وقت یاد آگئی تو درج کردی گئی (منہ)

یہ نادان لوگوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں ' حالانکہ انکے نفس خادع نے خود انکو دھوکے میں ڈال رکھا ہے :

ولا تجادل عن الذین یختانون انفسہم ' ان اللہ لا یحب من کان خواناً اثیماً - (۴ : ۱۰۷)

جو لوگ دوسروں کو دھوکا دیکر حقیقت میں خود اپنے تئیں دھوکا دے رہے ہیں ایسوں کی طرف ہوکر رد و کد نکرو - کیونکہ اللہ تعالے دھوکا دینے والوں اور معصیت شعار انسانوں کو پسند نہیں کرتا -

افسوس تم قران پڑھتے نہیں - جو لوگ راز داریوں کے ساتھہ پوشیدہ پوشیدہ اپنے کاموں کو انجام دینا چاہتے ہیں اور اپنے ارادوں اور مشوروں کو تاریکی میں رکھتے ہیں ' خدا نے انکی نسبت کیسے صاف اور منطق لفظوں میں راے دی ہے ؟ کاش دماغ سوچیں اور دل عبرت پکڑیں !

یستخفون من الناس ولا یستخفون من اللہ وھو معہم اذ یبیتون ما لا یرضی من القول و کان اللہ بما یعملون محیطا ! (۴ :)

" یہ لوگ کیسے احمق ہیں ! انسانوں سے تو پردہ کرتے ہیں مگر خدا سے پردہ نہیں کرتے ! حالانکہ جب وہ راتوں کو (مثلاً رات کے گیارہ بجے بریلی کے اسٹیشن پر -) اُن باتوں کیلیے مشورہ کرتے ہیں جو اللہ کی خوشنودی کے خلاف ہیں ' تو خدا تو اُنکے ساتھہ موجود ہوتا ہے - جو کچھہ یہ کرتے ہیں ' سب اسکے احاطۂ علم میں داخل ہے !

الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المومنین ' ایبتغون عندہم العزۃ ؟ و ان العزۃ عند اللہ جمیعا و قد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم ایات اللہ یکفر بہا و یستہزء بہا ' فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ (۴ :)

یہ لوگ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں - کیا اسلیے کہ انکے دربار میں اپنی عزت بڑھانی چاہتے ہیں ؟ اگر یہی بات ہے تو جان رکھیں کہ ہر طرح عزتیں تو اللہ ہی کے اختیار میں ہیں - اسکو چھوڑ کر یہ کیوں غیروں کی چوکھٹوں پر جھکتے ہیں ؟

حالانکہ مسلمانوں پر اللہ قران کریم میں یہ حکم نازل کرچکا ہے کہ غیروں سے ویسے ملنے جلنے میں تو کوئی حرج نہیں ' البتہ جب تم اپنے کانوں سے سن لو کہ آیات اللہ سے انکار کیا جارہا ہے ' شعائر الہیہ کی توہین ہو رہی ہے ' احکام دینیہ کی ہنسی اوڑائی جا رہی ہے ' تو پھر ایسے لوگوں کے ساتھہ اُس وقت تک نہ بیٹھو ' جب تک کہ وہ کسی دوسرے بات کی طرف متوجہ نہو جائیں "

ہم نے کسی دوسری جگہ اس جلسے کے مختصر حالات لکھدیے ہیں ' نیتوں کا خدا علیم ہے - ہماری دعا ہے کہ اگر اِن بزرگوں کا مقصود اصلاح حالت اور دفع فساد ہے ' تو اللہ انہیں جزاء خیر دے اور انکی سعی کو قبول کرے - اور اگر ایسا نہیں ہے ' تو پھر اُن دلوں پر حسرت ' جنکے لیے گزشتہ عبرت بخش نہیں ' اور ان دماغوں پر افسوس ' جو ایندہ کیلیے متنبہ نہیں - کوئی سال ایسا نہیں گزرتا ' جس میں نیات فاسدہ کی نامرادی اور اعمال مفسدہ کی ناکامی اپنے اندر ایک سبق عبرت و موعظۃ نہ رکھتی ہو - راز دارنہ اعمال اور قوم سے علحدگی و مستبدانہ خود رائی کے ناکام نتائج اس کثرت سے سامنے آچکے ہیں کہ اندھوں کے سامنے رکھے جائیں تو دیکھنے لگیں اور گونگوں کو سنایا جاے تو بے اختیار چیخ اٹھیں - پھر یہ کیوں ہے کہ آنکھیں بند ہیں ' دل مردہ ہوچکے ہیں '

کان پنبۂ غفلت سے بہرے ' اور سب نے خدا کے طرف سے گردنیں موڑلي هیں ؟ وجعلنا علی قلــوبهم اکنة ان یفقهــوه وفي اذا نهم وقرا ! (١٧ : ٤٨)

شاید هي کوئي اور آیت اسقدر میري زبان پر همیشه جاري رهتي هے ' جیسي یه آیة کریمه که في الحقیقت هماري موجوده غفلتوں کا ایک مرقع عبرت هے :

اولا یرون انهم یفتنون في کــل عــام مــرته او مــــرتــین ' ثــم لایتــوبــون ولا هــم یــذ کـــرون (٩ : ١٢٧)	کیا یه لوگ نہیں دیکھتے که کوئي برس ایسا نہیں گذرتا جس میں ایک یا دو مرتبه یه لوگ آزمایشوں میں نه ڈالے جاتے هوں مگر باوجود اسکے نه تو وہ اپني بد اعمالیوں سے توبه کرتے هیں اور نه ان تنبیوں سے عبرت پکڑ تے هیں !

رفتـــار سیـــاســـت

دولت عثمـانیــا اور یونــان

اشرار بلقان نے پرکار شمشیر اور رنـگ خونین سے صفحۂ بلقان میں اپني اپني حدود کا نقشه کھینچا ' لیکن افسوس که تقاطع خطوط نے صفحه کو پہلے سے اور زیاده تاریک اور مبہم الحدود کردیا !

دیدي غاچ اس نقشه کے اندر حدود بلغاریا میں داخل کیا گیا ' لیکن اوس پر یوناني قابض تھے ' صلح بخارست کے بعد قرار پایا که یونان اوس کو بلغاریا کے لیے خالي کر دے گا ' دول کي اس عدالت میں شـک نہیں ' لیکن اس کو کیا کیا جاے که نیم مرده بلغاریا اب اس حرکت کے بھي لائق نہیں ' اور یونان اس خوف سے اب تک اسے خالي نہیں کرتا که ترک اس پر قابض هو جاینگے !

صلح ترکي و بلغاریا نے تاریخ بلقان کا نیا دور شروع کیا - بلغاریا نے مطیعانه و دوستانه اپنے قدیم آقا اور جدید دوست کے هاتھه میں هاتھه ڈالدیا هے - یونان کو خطره هے که یه دونوں اس طرح بڑھاتے هوے کہیں میري طرف نه بڑھ آئیں -

اس خطره کے آثار اولین تو یه هیں که شاه یونان خطابات و اعزازات کے بارگراں کو لندن میں چھوڑتا هوا - یونان روانه هو گیا محکمۂ جنگ اپنے افسروں کو رخصتوں پر سے طلب کر رها هے ' جہاز حرکت میں آرهے هیں ' ان سب کے بعد پہلا عمل اضطرابي یهه بھي ظاهر هوگیا که " بنظر عهد نامه ترکي و بلغاریا یونان نے دیدي غاچ کے تخلیه کیلیے اپنے افسروں کو حکم دیدیا هے "

ایک دوسرا خطرناک مسئله جزائر ایجین کا هے ' یهه جزائر چونکه یورپ اور ایشیا کے اتصالي نقطے هیں اس لئے ترکوں کي نظر میں ان کي بڑي اهمیت هے ' اور اسي لیے وہ ان جزائر کي ایک معقول تعداد اپنے هاتھه میں رکھنا چاهتے هیں - یونان اس کے لیے بمشکل آماده هوگا ' وہ مقامات متنازعه کي نسبت ترکوں سے مکاتبت و مصالحت کیلیے طیار هے لیکن مسئلۂ جزائر کو هاتھه لگانے سے قطعي انکار کرتا هے -

لیکن اس مشکل نے یونان کو ایک اور خطره میں مبتلا کر دیا یعني اپنے جہازات کے تحفظ و سلامتي کي فکر میں ' بحر اسود میں یونان کے جو تجارتي جہاز آمدورفت کرتے هیں ' انکا بیمه کرنے سے بیمه کمپنیوں نے انکار کردیا هے کیونکه جنـگ کے خطرات قوي هیں ایسي حالت میں یوناني جہازات کي زندگي یقیناً خطرے میں پڑگئي هے ' خصوصاً جبکه " رشادیه " بھي داني میں اتر چکا هے اور رؤف بے قائد حمیدیه (حسب اطلاع ریوٹر ٦ اکتوبر) روم و لندن جنگي جہازات کي خریداري اور بحري افسروں کے انتخاب کے لیے پہونچ چکا هے -

یونان کو ترکوں کي تبدیلي کي بھي شکایت هے که صلح بلغاریا سے پیشتر کي سي حالت نہیں رهي مگر یه شکایت بالکل بے فائده هے - اس عصر جدید میں یونانیوں کا " پہلا فلسفه " بیکار هوچکا هے !

(البـــانیـــا)

آسٹریا کي مداخلت و تشجیع نے مسئله البانیا کو اهم بنا دیا هے عجیب تر یه که بلغاریا ' اس فرصت سے وهي کام لینا چاهتا هے جو سرویا نے رومانیا پیش قدمي کے موقع پر لیا تھا -

٢ - اکتوبر کا تار هے ' که سرویا کي فوج دبرا اور اوچردا میں داخل هو گئي -

ریوٹر کہتا هے که اگر یه صحیح هے تو ایک تیسري جنگ کے لئے ' بلقان کا میدان پھر صاف هورها هے -

لندن سے ٣ - اکتوبر کو تلغراف آیا که آسٹریا نے سرویا کو بزور کہا هے که البانیا کے متعلق لندن کانفرنس کے فیصلے پر قانع رهے مگر سرویا کا جواب هے که وہ صرف مدافعانه کوششوں میں مصروف هے ' حدود البانیا پر قبضه کرنے کي نیت نہیں -

٦ اکتـوبر کو بلگریڈ کي اطلاع هے که سرویا نے البانیوں کو پرزرند میں شکســت دی ' اور ان کا تعاقب سرحد تک کیا گیا ' لیکن یه خود سرویا کے اپنے گھر کا تار هے ' اسلئے محتاج تحقیق هے '

سلسلۂ واقعات سے ظاهر هوتا هے ' که شاید اب جنگ کا خاتمه هوجاے ریوٹر ' ٣ ستمبر کے تلغراف میں اطلاع دیتا هے که دول نے هالینڈ سے استدعا کي تھي که وہ ڈچ سپاهیوں کا ایک جندرمه (فوجي پولیس) البانیا کے لئے مرتب کرے هالینڈ نے یه درخواست منظور کرلي هے ' اور چند ڈچ افسروں کو اس غرض سے البانیا روانه کیا هے , که تحقیق حال کے بعد اطلاع دیں که کتنے افسروں کي ضرورت هوگی -

وزیر سرویا جو ابروق سے واپس آگیا هے اوسنے بھي ایک تقریر میں ظاهر کیا هے که ممالـک بلقان لڑتے لڑتے اس قدر تھک گئے هیں که جدید مقابلے کے لئے اب طیار نہیں ' دوسري ریاستوں کے متعلق وزیر موصوف کا بیان صحیح هو یا نهو ذاتي واقفیت کي بنا پر اپنے متعلق تو ان کي راے عیني شہادت سے کم نہیں !!

آخـــر الانبـــاء

لندن ' ٨ اکتوبر - ترکی نے ٦ ڈویژن کے ان کل افسروں کو جو اس وقت رخصت پر تھے حکم دیا هے که ٢٤ - گھنٹه کے اندر وہ دیمو طیقا پہنچ جائیں -

قسطنطنیه ' ٨ اکتوبر - طلعت بے اوس مجلس کي صدر هونگے جو آج وزارت خارجه میں منعقــد هوگي ' جو اس امر پر غور کریگي که ترکي اور بلغاریا کے درمیان ٢٠ ماه رواں کو ایک تجارتي معاهده کے لئے گفتگو شروع کي جاے -

لندن ' ٨ اکتوبر حکومت عثانیه نے فتحي بے کو بلغاریا میں میں اپنا سفیر متعین کرنا چاها - اس کے متعلق بلغاریا سے دریافت کیا هے -

لندن ' ٨ اکتوبر - ترکوں اور یونانیوں کي گفتگوے صلح تقریباً دیر میں ختم هوگي ' ترکي اپنے مطالبات کو اپني قدیم رعایا کے مذهبي و عمومي حقوق کي حمایت پر مبني دوتي هے جن کو بلغاریا نے تسلیم کرلیا هے ' لیکن یونان اس کے لیے طیار نہیں ' گفتگو میں جزائر ایجین کا ذکر متروک هو گا اور اوسکا فیصله یورپ پر موقوف رهیگا '

لیکن هر حال میں ترکي نے بعض جزائر کے متعلق اپنے دعوی پر عزیمت ظاهر کرنے کا اراده کرلیا هے -